﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد 18 — جمعۃ المبارک 02؍دسمبر 2011ء — 05؍محرم الحرام 1433 ہجری قمری ❁ 02؍فتح 1390 ہجری شمسی — شمارہ 48

100 سال تک

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی وفات سے قریباً ایک ماہ قبل یہ الفاظ فرمائے کہ کوئی بھی ذی روح جو آج زندہ ہے اور سانس لے رہا ہے سو سال بعد وہ زندہ نہیں ہوگا یعنی اس پر فنا آ جائے گی۔

(مسلم کتاب فضائل الصحابة باب قوله لايأتي مائة سنة حديث نمبر 4607)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ یورپ۔ستمبر 2011ء

ہماری تمام مساجد امن، باہمی محبت اور ہم آہنگی کی علامت ہیں اور ہماری مساجد سے اس کے ماحول میں امن کی روشنی پھیلتی ہے۔

دنیا کو تباہی سے بچانے کے لئے دو ہی راستے ہیں۔ایک تو روحانی ذریعہ ہے اور ہم مسلسل دنیا میں یہ پیغام پھیلا رہے ہیں کہ ہر شخص اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانے اور اس کی عبادت کرے۔اور دوسرا ذریعہ ایک دنیوی کوشش ہے۔ہمارے پاس کوئی طاقت تو نہیں ہے تاہم جہاں تک ممکن ہوسکتا ہے ہم امن کے قیام کے لئے کوشاں ہیں۔

ناروے کے سب سے بڑے نیشنل اخبار Aftenposten کے نمائندہ اور نیشنل ریڈیو NRK کے نمائندگان کی مسجد بیت النصر آمد اور حضور انور سے انٹرویو

آپ وہ لوگ ہیں جن کے ماں باپ نے پیدائش سے قبل وقف کیا تھا تا کہ جماعت کو خوبصورت تحفہ پیش کریں جو جماعت کی خدمت کرنے والا ہو۔قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرنے والا ہو۔اگر یہ احساس آپ لوگوں میں پیدا نہیں ہوتا، اگر یہ جذبہ پیدا نہیں ہوتا تو وقف نو کے ٹائٹل لگ جانے سے تو کوئی فائدہ نہیں۔

ہر لیول پر آپ کو پوچھنا چاہئے کہ کیا کرنا ہے۔جماعت کو ڈاکٹرز، ٹیچرز، انجینئرز، میڈیا اور مختلف زبانوں میں ٹرانسلیشن کے کام کرنے والوں کی ضرورت ہے۔آپ کو فائدہ اُسی تعلیم کا ہوگا جو جماعت کی مرضی سے آپ حاصل کریں گے۔

(ناروے کے واقفین نَو کی کلاس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اہم نصائح)

جو واقفات نو بچیاں ہیں انہوں نے عورتوں میں، لڑکیوں اور بچیوں میں اپنے نمونے قائم کرنے ہیں۔رات کو ٹی وی یا انٹرنیٹ پر لمبا وقت گزارنے کی بجائے وقت پر سونے کی عادت ڈالیں تا کہ نماز پڑھ سکیں اور سونے سے قبل یہ جائزہ بھی لیں کہ ہم نے آج کیا کیا کام کئے ہیں جو ایک واقفہ نَو کے لئے ضروری ہیں۔

(واقفات نَو (ناروے) کی کلاس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی نصائح)

طلباء کی کونسلنگ اور راہنمائی ہونی چاہئے تا کہ اُس فیلڈ میں جائیں جہاں اُن کے لئے بھی فائدہ ہو اور جماعت کے لئے اور ملک کے لئے بھی فائدہ ہو۔

(احمدی طلباء و طالبات کے ساتھ نشست میں اہم نصائح اور امتیاز حاصل کرنے والوں میں تقسیم اسناد)

(ناروے میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر

28؍ستمبر 2011ء بروز بدھ:

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چھ بجے ''مسجد بیت النصر'' میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور ہدایات سے نوازا۔دس بج کر 40 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور پروگرام کے مطابق فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

ناروے کے سب سے بڑے نیشنل اخبار "Aftenposten" کے جرنلسٹ Hanne Mellingsaeter کی ''بیت النصر'' آمد اور حضور انور سے انٹرویو

گیارہ بج کر 45 منٹ پر اس اخبار کی نمائندہ اور فوٹو گرافر نے حضور انور کا انٹرویو لیا۔

✿......جرنلسٹ کے اس سوال پر کہ آپ نے یہ مسجد کیوں تعمیر کی ہے۔حضور انور نے فرمایا کہ ہماری تمام مساجد امن کا symbol ہیں، امن کی علامت ہیں اور باہمی محبت اور ہم آہنگی کی علامت ہیں اور ہماری مساجد سے اس کے ماحول میں اور ارد گرد کے علاقہ میں امن کی روشنی پھیلتی ہے۔اس وجہ سے ہم مساجد تعمیر کرتے ہیں۔

✿......اس سوال کے جواب میں کہ اس مسجد کی تعمیر پر کتنا وقت لگا ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اس مسجد کی تاریخ بہت لمبی ہے اور دس سال سے زائد عرصہ پر محیط ہے۔اس عرصہ میں بہت سے نشیب و فراز آئے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب ہم نے یہ مسجد تعمیر کر لی ہے اور یہ یہاں ناروے میں ہماری پہلی باقاعدہ تعمیر ہونے والی مسجد ہے اور یہ بہت زیادہ خصوصی اہمیت کی حامل ہے۔

✿......جرنلسٹ نے یہ سوال کیا کہ بعض دوسرے مسلمان کہتے ہیں کہ آپ اپنی مسجد کو مسجد نہیں کہہ سکتے۔تو اس بارہ میں آپ کیا کہیں گے؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ دوسرے مسلمان کیا کہتے ہیں اور کیا سمجھتے ہیں، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ہمارا یہ ایمان ہے کہ یہ ہماری مسجد ہے اور یہ مسجد ایک ایسی جگہ ہے جہاں لوگ خدائے واحد کی عبادت کے لئے اکٹھے ہو سکتے ہیں اور محبت اور بھائی چارہ کے فروغ کے لئے اکٹھے ہو سکتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہمیں پاکستان میں قانون اور آئین کی رو سے غیر مسلم قرار دیا گیا ہے۔اس کے باوجود ہمارا یہ

پختہ ایمان ہے اور ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ ہم پکّے مسلمان ہیں۔ہم اپنے مذہب پر پختگی سے قائم ہیں اور ہماری مساجد ہی حقیقی مساجد ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ بالکل سیدھی سی بات ہے۔مثال کے طور پر اگر مَیں کہوں کہ میرا نام ''مسرور'' ہے اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ میرا نام یہی ہے تو پھر کسی کا بھی یہ حق نہیں ہے کہ وہ مجھے کہے کہ میرا یہ نام نہیں ہے۔

جرنلسٹ کے اس سوال کے جواب میں کہ جمعہ کے دن کیا ہونے جا رہا ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اگرچہ مسجد نمازوں کے لئے استعمال ہو رہی ہے لیکن جمعۃ المبارک کے دن اس کا رسمی افتتاح ہوگا۔

یہ انٹرویو گیارہ بج کر 55 منٹ تک جاری رہا۔انٹرویو کے بعد جب جرنلسٹ خاتون حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دفتر سے باہر آئی تو اس نے بے ساختہ کہا کہ ''مجھے علم نہیں تھا کہ مَیں ایک عظیم لیڈر سے مل رہی ہوں''۔

اس انٹرویو کے بعد دوبارہ فیملی ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا۔

NRK۔نیشنل سٹیٹ ریڈیو کے جرنلسٹ Victoria Wilden کی بیت النصر آمد اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے انٹرویو

ساڑھے بارہ بجے نیشنل سٹیٹ ریڈیو کے نمائندہ نے ''مسجد بیت النصر'' آکر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انٹرویو لیا۔

✿......جرنلسٹ کے اس سوال پر کہ آپ اوسلو (Oslo) میں اپنی اس نئی مسجد کے بارہ میں کیا محسوس کرتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا: مجھے اس مسجد کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی ہے۔اس مسجد کی تعمیر پر دس سال سے زائد کا عرصہ لگا ہے۔ملک ناروے میں یہ ہماری پہلی ایسی باقاعدہ مسجد ہے جو بطور مسجد تعمیر ہوئی ہے۔

✿......نمائندہ کے اس سوال کے جواب پر کہ آپ ناروے کس لئے آئے ہیں؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ یہاں ناروے میں ہماری کمیونٹی ہے۔انہوں نے مجھے مسجد کے افتتاح کے لئے بلایا ہے کہ یہاں آکر باقاعدہ مسجد کا افتتاح کروں۔چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے باقاعدہ جمعہ کے دن اس کا افتتاح ہوگا۔

✿......اس سوال پر کہ جب آپ اپنی کمیونٹی کے ممبران سے ملے ہیں تو آپ نے کیا محسوس کیا، حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ہماری کمیونٹی کے ممبرز اپنے خلیفہ سے محبت کرتے ہیں اور ان کا خلیفہ اُن سے محبت کرتا ہے۔ چنانچہ جب مَیں اُن سے ملا تو یہ ایسے ہی تھا جیسے مَیں اپنے کسی پیارے سے مل رہا ہوں یا اپنی ہی فیملی کے ممبران سے مل رہا ہوں۔

✿......جرنلسٹ نے سوال کیا کہ آپ اپنی کمیونٹی کے ممبران کو کیا بتانا چاہیں گے؟ اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ مَیں اپنی کمیونٹی کو ہمیشہ جب بھی مَیں اُن سے ملتا ہوں، یا اپنے خطبات میں (جو MTA پر نشر ہوتے ہیں اور مختلف زبانوں میں اُن کا ترجمہ بھی براہ راست نشر ہوتا ہے) اسلام کی اُن سچی اور صحیح تعلیمات کے بارہ میں بتاتا ہوں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے۔اور اسی طرح اس بات کی بھی تلقین کرتا ہوں کہ اپنے پیدا کرنے والے خدا سے محبت کریں اور اُس کی مخلوق بنی نوع انسان سے بھی محبت کریں۔یہ وہ پیغام ہے جو مَیں ہر وقت اپنی کمیونٹی کے ممبران کو دیتا رہتا ہوں اور آئندہ بھی انشاء اللہ دیتا رہوں گا۔

✿......نمائندہ کے اس سوال کے جواب پر کہ جو احمدی آپ کو ملتے ہیں، آپ کو کیا کہتے ہیں؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ مجھے دعا کے لئے کہتے ہیں اور اپنے مسائل ڈسکس کرتے ہیں۔بعض جو بیمار ہیں وہ بھی میرے پاس آتے ہیں تو مَیں اُن کے لئے ہومیو پیتھک ادویات کا نسخہ تجویز کرتا ہوں۔

✿......جرنلسٹ نے سوال کیا کہ یہاں آپ کی سیکورٹی بہت سخت ہے اور ہائی لیول کی۔آپ تو ایسی سیکورٹی کے عادی ہوں گے؟ اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مَیں اس کا عادی نہیں اور حقیقت میں اب بھی مَیں اتنی ہائی لیول سیکورٹی کا استعمال نہیں کرتا۔لیکن آپ کی حکومت اور اتھارٹیز نے بعض خاص حالات کی وجہ سے اس بات کو ضروری سمجھا ہے کہ سخت سیکورٹی مہیا کی جائے۔جب مَیں یہاں آیا تو مجھے یہ توقع نہیں تھی کہ اتنے ہائی لیول پر سیکورٹی مہیا کی جائے گی۔مَیں نارویجین حکومت اور پولیس کا بہت مشکور ہوں کہ انہوں نے یہ ہائی سیکورٹی مہیا کی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ مَیں بے خوف اور نڈر آدمی ہوں۔یہاں ان حالات میں بھی مجھے کسی قسم کا کوئی خوف نہیں ہے۔

اس پر جرنلسٹ نے کہا تو آپ اپنے آپ کو محفوظ خیال کرتے ہیں؟

حضور انور نے فرمایا: ہاں مَیں بالکل محفوظ خیال کرتا ہوں۔حقیقت میں اتنی زیادہ ہائی سیکورٹی مَیں اپنے لئے بوجھ محسوس کرتا ہوں۔

✿......اس سوال پر کہ دوسرے مسلمان آپ کو مسلمان کیوں نہیں سمجھتے؟ حضور انور نے فرمایا کہ یہ بات درست ہے کہ دوسرے مسلمان ہمیں مسلمان نہیں سمجھتے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ آخری زمانہ میں جب مسلمان اسلام کی حقیقی تعلیم سے دُور چلے جائیں گے اور اسلام کی سچی تعلیم کو بھلا بیٹھیں گے تو اس وقت اللہ تعالیٰ اسلام کے احیائے نو کے لئے ایک شخص کو بھیجے گا جو اسلام کی سچی اور حقیقی تعلیم کو دوبارہ دنیا میں قائم کرے گا۔ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی پوری ہو چکی ہے اور خدا تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب آف قادیان کو مسیح اور مہدی بنا کر بھیجا ہے اور ہم اس پر ایمان لا چکے ہیں جبکہ دوسرے مسلمان ابھی تک انتظار کر رہے ہیں اور یہ توقع لئے ہوئے ہیں کہ مسیح علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور وہ دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔اسی طرح مہدی مکہ میں نزول کریں گے اور پھر یہ دونوں مل کر سؤروں کو ہلاک کریں گے اور اسی طرح بعض اقوام کو بھی۔ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ عقائد جاہلانہ خیالات کے سوا اَور کچھ نہیں۔کوئی عقلمند اور عرفان رکھنے والا شخص کبھی بھی ان عقائد کو صحیح تسلیم نہیں کر سکتا۔

حضور انور نے فرمایا کہ جیسا کہ مَیں نے کہا ہے کہ وہ مسیح جس کے آنے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی وہ آچکا ہے اور اُس نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ ہم نے کس طرح ایک دوسرے کے ساتھ مل کر رہنا ہے اور کس طرح ہم نے ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے ہیں۔اُس نے ہمیں امن، صلح، بھائی چارہ، ہم آہنگی اور محبت و پیار کی تعلیم دی ہے۔

✿......جرنلسٹ کے اس سوال پر کہ آپ مسیح موعود علیہ السلام کو کیوں مانتے ہیں؟۔

حضور انور نے فرمایا کہ اَنْ گنت ایسے نشانات ہیں جو مسیح موعود پر ایمان لانے کا موجب بنتے ہیں۔ایک بہت اہم نشان یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ آخری زمانہ میں جو شخص مہدی اور مسیح بن کر آئے گا اس کی صداقت کے لئے سورج اور چاندگرہن کا نشان ماہ رمضان میں خاص خاص تاریخوں میں ظاہر ہوگا۔یہ پیشگوئی 1894ء میں پوری ہوئی اور دوبارہ مغربی دنیا میں 1895ء میں پوری ہوئی۔اور اس پیشگوئی کو پورا ہوتے دیکھ کر بہت سے لوگوں نے احمدیت قبول کی۔

ایک اور نشان جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حق میں ظاہر ہوا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی تھی کہ مسیح موعود کے زمانہ میں، مسیح موعود کی آمد کے وقت جو پرانی سواریاں ہیں اُن کا استعمال ختم ہو جائے گا۔اور یہ نشان بھی پورا ہو چکا ہے۔اب اونٹوں اور گھوڑوں کی جگہ، ہوائی جہازوں اور ریل گاڑیوں نے لے لی ہے اور آج بھی لوگ جب ان نشانات کو پورا ہوتے دیکھتے ہیں تو وہ رفتہ رفتہ ہماری کمیونٹی میں شامل ہوتے جاتے ہیں۔

✿......اس سوال کے جواب میں کہ احمدی مذہب کی خاطر اپنی جانیں پیش کرنے کی خواہش کیوں رکھتے ہیں؟ حضور انور نے فرمایا کہ تمام انبیاء کے پیروکاروں نے اپنی جانیں اپنے دین کی خاطر اللہ کی راہ میں قربان کرنے کو ترجیح دی۔مثال کے طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور پھر سب سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگیوں کو خطرے میں ڈالا اور ان سب انبیاء نے انتہائی تکلیف دہ مظالم اور مصائب اور تکالیف کا سامنا کیا اور آج یہی کچھ جماعت احمدیہ سے ہو رہا ہے اور جو مظالم جماعت احمدیہ پر ڈھائے جا رہے ہیں اور جو تکالیف ہمیں دی جا رہی ہیں، یہ بات بھی جماعت احمدیہ کی صداقت کا ایک نشان ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اگرچہ ہماری زندگیاں خطرات میں ہیں۔لیکن ہم اس کی پرواہ نہیں کرتے۔فرمایا کہ خود میری زندگی بھی خطرے میں ہے لیکن یہ کوئی ایسی بات نہیں۔اگر ایک آدمی گزر جاتا ہے تو ہمارا پختہ اور کامل ایمان ہے کہ اس کی جگہ دوسرا آ جاتا ہے۔یہ اس وجہ سے ہے کہ ہم جو بھی عقیدہ رکھتے ہیں اس پر ہم کامل ایمان بھی رکھتے ہیں اور پھر اس وجہ سے اس دنیوی زندگی کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔

✿......اس سوال پر کہ ایک شخص مذہب کی خاطر اپنی زندگی قربان کیوں کرتا ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ساری دنیا میں انتہا پسند (Extremists) موجود ہیں جو انتہائی ظالمانہ قدم اٹھاتے ہیں۔ان کا کوئی مذہب نہیں ہوتا اور یہ اپنے ذاتی مقاصد اور مفاد کے حصول کے لئے کام کرتے ہیں۔مثال کے طور پر ابھی چند ماہ قبل بہت سے لوگوں کو ناروے میں بڑی بیدردی سے ہلاک کیا گیا ہے۔اسی طرح یو ایس اے میں اور دوسرے ملکوں میں بھی ایسے ہی واقعات ہوئے ہیں۔یہ سب کسی مذہب کے معاملہ کی وجہ سے نہیں مارے گئے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زندگی دنیا کے کسی حصہ میں بھی محفوظ نہیں ہے۔پاکستان میں ہی بہت سے غیر احمدی ایسے ہیں جو اس دہشت گردی کا نشانہ بن جاتے ہیں اور مارے جاتے ہیں اور اس کا مذہبی دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔پس ہمیں ضرور ان کی ذہنیت اور نفسیات بدلنی ہوگی کیونکہ وہ غلط راہ پر ڈال دیئے گئے ہیں۔

یہ بات اہم ہے کہ دنیا کو اب یہ سمجھ لینا چاہئے کہ ہر انسان کی کچھ ذمہ داریاں ہیں۔وہ اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانے اور اس کے حقوق ادا کرے اور اس کے بندوں کے حقوق ادا کرے اور یہی وہ پیغام ہے جو ہم مسلسل دنیا کو پہنچا رہے ہیں کیونکہ ہم دنیا کو تباہی سے بچانا چاہتے ہیں۔

✿......اس سوال کے جواب میں کہ آپ دنیا کو کس طرح بچا سکتے ہیں؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جب مکہ سے مدینہ ہجرت کرنے کے ایک دو سال بعد مسلمان کو اپنا دفاع کرنے کی اجازت دی گئی تو قرآن کریم نے اس اجازت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اگر یہ دفاع کرنے کی اجازت نہ دی جاتی تو تمام عبادتگاہیں تباہ کر دی جاتیں۔تو دفاع کرنے کی جو اجازت مسلمانوں کو دی گئی ہے وہ اس لئے دی گئی ہے تاکہ تمام مذاہب کی عبادتگاہیں محفوظ ہوں خواہ وہ عیسائیت کی ہوں، ہندوؤں کی ہوں، اسلام کی ہوں یا اَور کسی بھی مذہب کی ہوں۔

پس دنیا کو تباہی سے بچانے کے لئے دو ہی راستے ہیں۔ایک تو روحانی ذریعہ ہے اور ہم مسلسل دنیا میں یہ پیغام پھیلا رہے ہیں کہ ہر شخص اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانے اور اس کی عبادت کرے۔اور دوسرا ذریعہ ایک دنیوی کوشش ہے۔ ہمارے پاس کوئی طاقت تو نہیں ہے تاہم جہاں تک ممکن ہو سکتا ہے ہم امن کے قیام کے لئے کوشاں ہیں۔خلاصۃً ہمارا پیغام یہی ہے کہ اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانو، اس کی مخلوق سے محبت کرو اور امن قائم کرو اور ایک دوسرے سے ہمدردی، رواداری اور بھائی چارہ دکھاؤ اور انصاف کو قائم کرو۔

نیشنل سٹیٹ ریڈیو کے نمائندہ سے یہ انٹرویو دوپہر بارہ بج کر پچپن منٹ تک جاری رہا۔

فیملی ملاقاتیں

اس کے بعد دوبارہ فیملی ملاقاتوں کا پروگرام شروع ہوا۔آج مجموعی طور پر 52 فیملیز کے 198 افراد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ملاقات کرنے والوں میں ناروے کی درج ذیل جماعتوں سے آنے والی فیملیاں شامل تھیں: حلقہ نصر، حلقہ نور، Lorenskog, Klofta, Stovner, Drammen, Nittedal, Toyen, Bairoon.

اس کے علاوہ پاکستان اور سویڈن سے آنے والی بعض فیملیز نے بھی اپنے پیارے آقا سے شرف ملاقات پایا۔ان سبھی احباب نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔حضور انور نے ازراہ شفقت چھوٹے بچوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے اور سکول، کالجز میں تعلیم حاصل کرنے والے بچوں اور بچیوں کو قلم عطا فرمائے۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام دو بج کر 10 منٹ تک جاری رہا۔بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت النصر تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

بعد سہ پہر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی۔

واقفینِ نَو بچوں کے ساتھ کلاس

آج پروگرام کے مطابق واقفین نو بچوں کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ کلاس کا انعقاد ہونا تھا۔کلاس

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر172

مکرم بشیر العابدین آغا صاحب(1)

ماہ جولائی 2009 میں ہونے والے ایم ٹی اے کے پروگرام ’’الحوار المباشر‘‘ میں بذریعہ فون کال سیریا کے ایک عمر رسیدہ شخص نے فون کر کے کہا:

’’میرا ایک چالیس سالہ بیٹا ہے جو عام طور پر بڑا تیز مزاج ہے۔ گھر میں اہل خاندان کے ساتھ اور کام پر اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کا تعلق اچھا نہ تھا، کبھی نماز پڑھتا تو کبھی چھوڑ دیتا تھا۔ چار ماہ پہلے مَیں نے اس میں ایک نہایت عجیب تبدیلی محسوس کی کہ وہ خوش خلقی، وسعت حوصلگی اور بچوں کے ساتھ پیار محبت اور کھیلنے جیسے خصائل کا حامل ہو گیا ہے۔ اور نہ صرف خود نمازوں کا پابند ہو گیا بلکہ اہل خاندان کو تہجد کی نماز ادا کرنے کی طرف توجہ دلانے لگ گیا۔ مَیں اس کے کام کے ساتھیوں سے ملا تو انہوں نے بھی مجھے یہی بتایا کہ اس کا ہمارے ساتھ رویہ یکسر بدل گیا ہے۔ کئی دفعہ مجھے خود اس کے ساتھ نماز پڑھنے کا موقعہ ملا تو مَیں نے دیکھا کہ وہ نہایت گریہ وزاری کرتا اور روتا ہے، اور جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتا ہے تو آبدیدہ ہو جاتا ہے۔ مَیں نے اس تبدیلی کا سبب پوچھا تو اس نے بتایا کہ مَیں نے جماعت احمدیہ کے ذریعہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی بیعت کر لی ہے۔ اس پر مَیں نے اپنے ایک مولوی سے جماعت احمدیہ کے بارہ میں پوچھا تو اس نے کہا کہ یہ کافر ہیں۔ مَیں نے ان کی تکفیر کا سبب پوچھا تو اس نے بتایا کہ ہمیں تو اس کا کوئی زیادہ علم نہیں ہے لیکن چونکہ ان کو علمائے پاکستان اور ایسے علماء نے جو ہم سے زیادہ جانتے ہیں کافر قرار دیا ہے اس لئے ہم ان کی رائے کو درست مانتے ہیں۔ اس بات نے میری جستجو میں اضافہ کر دیا اور مجھے جماعت کے عقائد کے بارہ میں جاننے کی ایک لَو سی لگ گئی۔ خصوصًا اس لئے بھی کہ مَیں اپنے بیٹے میں قبول احمدیت کے بعد ایک بہت اچھی تبدیلی دیکھ چکا تھا۔ چنانچہ مَیں نے اپنے اہل خانہ کے ساتھ مل کر جماعت کے ٹی وی پروگرام دیکھنے شروع کئے اور کتابوں کا مطالعہ کیا۔ ہم تمام لوگ مطالعہ کرتے تھے۔ پھر آپس میں بیٹھ کر بحث کرتے اور جماعتی افکار وعقائد اور تفاسیر کا دوسرے چینلز پر پیش کئے جانے والے خیالات کے ساتھ موازنہ کرتے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سب کے دلوں کو نور یقین سے بھر دیا۔ اور ہمارے لئے جماعت کی سچائی ثابت ہو گئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے عین مطابق ہم نے امام مہدی کی بیعت کر لی۔ مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو تبدیلی مجھ میں اور میرے اہل خانہ میں پچھلے دو ماہ میں ہوئی ہے اس کے بیان کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ مَیں عمر رسیدہ ہوں اور بفضلہٖ تعالیٰ حج کی سعادت بھی پا چکا ہوں اور چار مرتبہ عمرہ بھی کیا ہے لیکن گزشتہ دو ماہ سے نصیب ہونے والی حلاوتِ ایمانی جیسا مزہ پہلے کبھی نہ چکھا تھا۔‘‘

قارئین کرام فون کرنے والے اس عمر رسیدہ شخص کا نام مکرم حسن عابدین صاحب ہے اور ان کے اس مذکورہ بیٹے کا نام بشیر عابدین ہے جنہوں نے ہماری درخواست پر اپنے احمدیت کی طرف سفر کی دلچسپ داستان لکھ کر ہمیں ارسال کی ہے، آیئے ان کی زبانی اس ایمان افروز سفر کا حال سنتے ہیں۔

صوفی ازم میں جانے کا تجربہ

مکرم بشیر العابدین آغا صاحب لکھتے ہیں:

میرا تعلق شام کے شہر حلب سے ہے جہاں میری پیدائش 19 ستمبر 1969 کو ہوئی۔ بچپن ہی سے دینی ماحول میں میری پرورش ہوئی۔ نوجوانی میں مجھے حق کی تلاش کی لَو لگ گئی جس کے لئے مجھے بہت سے فرقوں کے بارہ میں تحقیق کرنے کا بھی موقع ملا اور بالآخر صوفی ازم کے بارہ میں میرا دل کسی قدر مطمئن ہو گیا۔ لہذا مَیں نے مرحوم شیخ محمد ادیب حسون صاحب کے ہاتھ پر نقشبندی مسلک کی پیروی کا عہد کر لیا۔ شیخ محمد ادیب میرے شہر حلب کے بہت بڑے مولوی تھے نیز وہ موجودہ مفتیٔ شام کے والد بھی تھے۔ مَیں اس شیخ کی مسجد میں منعقد ہونے والی مجالسِ ذکر میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ اس کا طریق یہ تھا کہ روشنیاں بجھا کر ہم شیخ صاحب کے گرد حلقہ بنا کر ایک دوسرے کے ہاتھ تھامے ’’اللہ، اللہ‘‘ کا ورد کرتے تھے۔ اس دوران ہم اچھلتے اور ادھر ادھر جھکتے بھی تھے۔ ساتھ ساتھ اللہ اللہ کا ورد ایک خاص نغمگی اور ردھم (Rhytham) کے ساتھ جاری رہتا۔ اسی دوران بعض بلند آواز میں رونے لگتے جسے ہم حالتِ خشوع کا نام دیتے تھے۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ جونہی ہم مسجد سے باہر آتے یہ مصنوعی خشوع کی حالت اتنی تیزی سے زائل ہو جاتی جیسے پانی کے اوپر سے جھاگ زائل ہوتی ہے اور ہم میں سے ہر ایک اپنی روزمرہ کی گندی عادتوں اور برائیوں کی طرف لوٹ آتا۔ اس مسجد سے نکل کر ہم حدیث، فقہ اور اخلاق کے بارہ میں دروس سننے کے لئے مذکورہ بالا شیخ کے ایک مرید ڈاکٹر محمود قطان کے پاس آ جاتے تھے۔ یہ ڈاکٹر صاحب آج کل صوفیوں کے چینل کے بڑے اہم رکن بن چکے ہیں۔

مَیں نے دیکھا کہ مجھ سے پہلے اس مسلک سے وابستہ ہونے والوں میں علمی اور اخلاقی لحاظ سے تو کوئی قابل ذکر تبدیلی دیکھنے میں نہ آئی تاہم تقدیسِ شیخ کا عنصر نمایاں تھا۔ یعنی شیخ کے پاس جاتے ہوئے بھی اور واپسی پر بھی چند قدم کا فاصلہ گھٹنوں کے بل رینگ کر ہی طے کیا جاتا تھا۔ بہرحال مَیں نے ان امور پر کبھی عمل نہ کیا بلکہ یہ اور اس طرح کی دیگر کئی باتوں نے مجھے اس نہج سے متنفر کر دیا۔

شیعہ ازم میں شامل ہونے کا تجربہ

اسی عرصہ میں میرے ایک شیعہ دوست کی پیدا کردہ غلط فہمیوں کی بنا پر مَیں کبار صحابہ سے بغض رکھنے لگا اور شیعہ عقیدہ کو اپنانے کا سوچنے لگا۔ میرے اس شیعہ دوست نے بہت سی کتب بھی لا کر دیں جن کے مطالعہ سے مَیں اس قابل ہو گیا کہ یونیورسٹی کے پروفیسر سے مناظرہ کیا اور اسے لاجواب کر دیا۔ یہ حالت دیکھ کر میرے والد صاحب اور مَیں شیعہ ازم کی طرف مائل ہو گئے لیکن میرے بھائی عبد القادر نے ہمارے اس فیصلہ کی سخت مخالفت کی۔ تاہم مَیں نے شیعہ ازم کو قبول کر لیا اور کئی سالوں تک بحث مباحثوں میں تُو تُو مَیں مَیں اور تکرار کرنے نیز صحابہ کرام کے بارہ میں حقد اور کینہ وری نے میرا دل سخت کر دیا۔ ان کئی سالوں میں میرے دل میں کتنی ہی بار یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کاش خدا کے حضور میری آنکھ سے ایک آنسو ہی نکل آئے لیکن ایسا ان کئی سالوں میں بمشکل ایک دفعہ ہی ہو پایا جبکہ مَیں نے خلوت میں اپنے تمام تر قویٰ کو جمع کر کے خشوع کی کیفیت طاری کرنے کی کوشش کی تو میری آنکھوں میں ایک یا دو آنسو آ گئے۔ اس دن مَیں بہت خوش تھا لیکن میری خوشی بہت مختصر ثابت ہوئی کیونکہ اس کے بعد مَیں پرانی حقد اور بغض کی عادت کی طرف لوٹ آیا۔ اب سوچتا ہوں کہ حقد و بغض سے بھرے ہوئے دل میں خشوع کہاں پیدا ہو سکتا ہے، یہ حالت تو دل کی صفائی کی متقاضی ہے۔

شیعہ عقائد سے بیزاری

میری طبیعت شروع سے ہی ایسی ہے کہ مَیں کسی بات کو مطمئن ہوئے بغیر قبول نہیں کرتا۔ باوجود شیعہ ازم سے قربت کے مَیں ان کے کئی عقائد قبول کرنے سے قاصر تھا اور ان کے بارہ میں مَیں شیعہ علماء سے بحث کیا کرتا تھا۔ ان میں سے ایک عقیدہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے مدد اور شفا اور رزق مانگنے کا مسئلہ تھا۔ اس کے بارہ میں میرے استفسار پر شیعہ عالم نے جواب دیا کہ جب آپ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے رزق مانگتے ہیں تو اس یقین پر قائم ہوتے ہیں کہ اصل رازق اللہ تعالیٰ ہے۔ مَیں نے کہا کہ پھر مجھے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے مانگنے کی کیا ضرورت ہے اسی اصل رازق سے کیوں نہ مانگوں؟ اس نے کہا کہ ادب کا تقاضا ہے کہ ہم ان سے مانگیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے خود کھڑا کیا ہے اور انہیں مختلف طاقتوں اور صلاحیتوں سے نوازا ہے بلکہ اپنے بندوں کے بعض امور ان کے سپرد کئے ہیں۔ مَیں نے کہا کہ آپ کے اس دعویٰ کی کیا دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خدائی میں انسانوں کو اس طرح کا اختیار دیا ہے۔ اس پر وہ فلسفیانہ انداز میں بعض مثالیں پیش کر کے مختلف تجزیئے اور بے جوڑ باتیں کرنے لگا۔ بالآخر میں نے اسے کہا کہ مجھے صرف اتنا بتا دیں کہ اگر یہ تمام مذکورہ چیزیں مانگنے کیلئے مَیں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کروں تو میرے عقیدہ کو اس سے کیا خطرہ ہو سکتا ہے؟ اس پر اس نے تیوری چڑھاتے ہوئے بادلِ ناخواستہ کہا کہ کوئی حرج نہیں، جو چاہو کرو۔

اس طرح کے کئی دیگر امور نے مجھے شیعہ عقائد سے بھی بیزار کرنا شروع کر دیا۔ لیکن میرے سامنے کوئی بہتر راستہ بھی نہیں تھا۔ اس لئے اپنے خیال کے مطابق جو اچھا سمجھتا اس پر عمل کر لیتا اور جس کے بارہ میں مطمئن نہ ہوتا اس سے ممتنع رہتا۔

عیسائی پادری نے آنکھیں کھول دیں

2006ء میں فیکٹری میں میرے کام کی شفٹ سہ پہر تین بجے سے لے کر رات دس بجے تک ہو گئی۔ یوں میری روٹین یہ بن گئی کہ مَیں ساری رات ٹی وی کے سامنے بیٹھا مختلف دینی ٹاک شوز دیکھتا رہتا اور فجر پڑھ کر نمازِ ظہر تک سویا رہتا۔ یہ حالت ایک سال تک جاری رہی جس میں مجھے دریدہ دہن عیسائی پادری اور اس کے ٹی وی چینل کے بارہ میں پتہ چلا اور مَیں نے اس کے پروگرام سننے شروع کر دیئے۔ وہ نہ صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بلکہ صحابہ کرام اور حضرت عائشہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر بھی تہمتیں لگاتا اور ان کے خلاف بدکلامی کرتا تھا۔ میرے شیعہ دوست کے ساتھ میرا مسلسل رابطہ تھا۔ یہ شیعہ دوست اس پادری کے پروگراموں سے بہت خوش تھا خصوصًا پادری کے صحابہ کرام اور حضرت عائشہ رضوان اللہ علیہم پر اتہامات کا ذکر کر کے کہتا کہ اس کا دیگر مسلمانوں کے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔ اس کے اس رویّے نے میرے اندر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کے لئے فطری محبت کو جگا دیا اور وہ غیرت ابھر کر سامنے آ گئی جسے مَیں نے حقد اور کینہ کے بھاری بوجھ تلے دفن کر دیا تھا۔ چنانچہ مَیں نے اپنے اس شیعہ دوست کے ساتھ کسی قدر سختی کے ساتھ بحث کرنی شروع کر دی۔ مَیں نے اسے کہا کہ دیگر مسلمانوں سے ہمارے اختلاف کے باوجود کیا ہمارے لئے یہ بہتر نہیں ہے کہ اسلام پر اس حملہ کے وقت ہم مسلمانوں کی صف میں کھڑے ہوں؟ کیا ہمیں اس پادری کے قرآن اور احادیث نبویہ اور صحابہ پر اعتراض سے خوش ہونا چاہیئے؟ کیا ہمیں خاموش تماشائی بن کے تماشا دیکھتے رہنا چاہیئے؟ اس شیعہ دوست نے تو میرے ان سوالوں کا کوئی جواب نہ دیا۔

دوسری جانب جب مَیں نے دیگر مسلمانوں کے چینلز پر اس حملہ کے وقت اسلام کا دفاع کرنے والوں کے بارہ میں تلاش شروع کی تو کوئی نہ ملا۔ اور جنہوں نے اس معاملہ میں بولنے کی جرأت کی ان کا جواب سوائے سبّ وشتم کے اور کوئی نہ تھا۔ جبکہ عقل اور منطق اس بات کا تقاضا کرتے تھے کہ قوی دلائل کے ساتھ اس کا منہ بند کیا جائے۔

ظلمتِ دل سے رہائی کا سامان

جب انسان کے دل میں اخلاص کے ساتھ تلاشِ حق کی شمع روشن ہو جائے تو خدا تعالیٰ خود اس کا ہاتھ پکڑ کر ہدایت کے رستہ پر ڈال دیتا ہے۔ یہ 2007ء کے وسط کی بات ہے کہ میرے دل کی ظلمت کو دور کرنے کیلئے نور کی کرن نمودار ہوئی جب ایک دن مجھے ایم ٹی اے مل گیا جس پر مَیں پروگرام الحوار المباشر دیکھنے لگا۔

مَیں نے دیکھا کہ عیسائی پادریوں کے ساتھ اس پروگرام میں بائبل کی نصوص کے بارہ میں بحث ہو رہی تھی۔ یہ بات چیت نہ صرف اسلام کے دفاع میں قوی دلائل سے مرصّع تھی بلکہ عیسائی مذہب کے متعلق ایسے سوال اٹھاتی تھی جن کا عیسائی پادریوں کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ الغرض یہ طرز کلام باقی مسلمانوں کے طرز سے بالکل مختلف لیکن نہایت مؤثر تھا۔

مسلمان علماء کی بے بسی

عیسائی پادری حضرت مسیح ناصری (علیہ السلام) کی احیائے موتی اور خلقِ طیور اور بچپن میں کلام کرنے اور آسمان میں زندہ موجود ہونے جیسی ان صفات کا ذکر کرتا جن کو ظاہری طور پر ماننے سے غیر احمدی مسلمانوں کو بھی انکار نہیں ہے۔ پھر مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہتا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارہ میں تمہارا ایمان ہے کہ وہ بشر تھے اور انہوں نے اپنے دشمنوں کے ہاتھوں تکلیف اور ایذاء اٹھائی لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں آسمان پر نہ اٹھایا بلکہ باقی انسانوں کی طرح طبعی طور پر ہی وفات دی جبکہ مسیح علیہ السلام کو تکلیف پہنچی تو اللہ نے انہیں آسمان پر اٹھالیا۔ اب آپ خود ہی بتائیں کہ کیا مسیح (علیہ السلام) افضل ہیں یا تمہارے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)؟

مسلمانوں کے علماء چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ان مذکورہ صفات کے قائل تھے اس لئے ان کی طرف سے یہی جواب دیا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ان صفات کے باوجود حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں سے افضل ہیں۔ یہ جواب سن کر ایک عاقل اور منصف اسی نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ شاید دین اسلام کے پاس عیسائیت کے بالمقابل دلیل ہی نہیں ہے۔ علاوہ ازیں ان مسلمان علماء کی اس پادری کے خلاف بدزبانی نے بھی بہت سے لوگوں کو متنفر کر دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بعض مسلمان تو عیسائی ہو گئے، بعض اس رَو میں بہنے کی تیاری کرنے لگے اور بعض باوجود اس عیسائی کو خاطر خواہ جواب نہ دینے کے بھی اپنے عقیدہ سے چمٹے رہے۔

ایم ٹی اے کی سکرین پر عجیب ماجرا دیکھا

ایسے حالات میں مَیں نے ایم ٹی اے کی سکرین پر عجیب ماجرا دیکھا کہ اگر عیسائی پادری نے یہ کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں تو ایم ٹی اے پر احمدیوں نے عقلی و نقلی دلائل کے ساتھ جواب دیا کہ وہ تو تمام انسانوں کی طرح وفات پا گئے ہیں۔

اگر پادری نے دعویٰ کیا کہ قرآن کریم نے جنگ وجدال کو رواج دیا تو احمدیوں نے قاطع دلائل کے ساتھ ثابت کر دیا کہ جنگ کا جواز صرف ردّ عُدوان اور اپنے دفاع کے لئے ہے۔ اور اسلام محض عقیدے کے اختلاف کی بنا پر جنگ کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔

اور اگر پادری یہ الزام لگاتا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ یا نو سالہ بچی (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) سے شادی کر لی تھی تو احمدیوں نے کتب حدیث و تاریخ وسیرت سے روایات جمع کر کے ثابت کر دیا کہ شادی کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر 16 سے 18 سال تھی۔

مسلمان علماء کی غیر منصفانہ روش

ان قوی دلائل نے عیسائی پادری کے لئے کوئی جائے فرار نہ چھوڑی اور اسے سوائے اس کے اور کوئی جواب نہ سوجھا کہ مَیں احمدیوں سے اس معاملہ میں کوئی بحث نہیں کروں گا کیونکہ وہ تو مسلمان ہی نہیں ہیں۔ مَیں نے جب یہ سنا تو مسلمان علماء کے بارہ میں مجھے بہت حسن ظن تھا کہ وہ احمدیوں کے ساتھ انصاف کریں گے جنہوں نے مسلمانوں کی عزت اور خوشیاں واپس لانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ لیکن مجھے یہ جان کر شدید صدمہ ہوا کہ ان مسلمانوں کے بارہ میں عیسائی پادری کی پیشگوئی بالکل سچ ثابت ہوئی کیونکہ واقعی وہ اس پادری کے نقش قدم پر چلتے ہوئے احمدیوں کو دائرۂ اسلام سے خارج قرار دینے لگے۔ گویا بزبان حال کہہ رہے تھے کہ جناب زکریا بطرس صاحب آپ دیدہ دلیری سے اپنی مہم جاری رکھیں اور اگر احمدی آپ کا راستہ روکنے کی کوشش کریں گے تو اس کام کے لئے ہم جو ہیں، ہم نہ صرف ان کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیں گے بلکہ ان کے خلاف سب وشتم اور اعتراضات واتہامات سے پُر ٹی وی پروگرامز بھی پیش کرتے رہیں گے۔

یہ صورتحال دیکھ کر مَیں سوچ میں پڑ گیا کہ خدا تعالیٰ ایک جھوٹے شخص کے پیروؤں کی عقلی و نقلی قاطع دلائل کے ساتھ کیوں مدد کرے گا اور وہ بھی خصوصًا ایسے وقت میں جبکہ اپنی سچائی کے دعویدار سب بے بس دکھائی دے رہے ہوں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شادی کے وقت عمر

گزشتہ کچھ سطور میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر کے بارہ میں مکرم بشیر عابدین صاحب کے الفاظ پڑھنے کے بعد شاید قارئین کرام کو جاننے کی جستجو ہوگی کہ وہ کونسی روایات ہیں جن کی بنا پر اَلْحِوَارُ الْمُبَاشَر میں آپ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ عمر ثابت کی گئی تھی۔ اس لئے مکرم بشیر عابدین صاحب کی مذکورہ سوچ کا نتیجہ اور ان کی بیعت کے مراحل کے بیان سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اَلْحِوَارُ الْمُبَاشَر میں پیش کردہ تحقیق کا خلاصہ یہاں درج کر دیا جائے۔

یہ تحقیق پروگرام اَلْحِوَارُ الْمُبَاشَر میں بتاریخ 6و7 مارچ 2009ء پیش کی گئی۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر ہم حضرت عائشہؓ کی شادی کے وقت کی عمر کے بارہ میں روایات کا مطالعہ کریں تو بہت سی روایات ملتی ہیں جو آپس میں متضاد ہیں۔ ان تمام روایات میں سے کونسی زیادہ صحیح اور قابل ترجیح ہیں اور کونسی نہیں، اس کا فیصلہ کرنا آسان کام نہیں۔ لیکن ان روایات او ردیگر مروجہ امور ورسم ورواج پر نظر کر کے ہم یہ بات حتمی طور پر کہہ سکتے ہیں کہ آپؓ کی شادی کے وقت اتنی چھوٹی عمر نہ تھی کہ جس پر انگلی اٹھائی جاتی یا کوئی اعتراض ہوتا۔ بلکہ روایات سے پتہ چلتا ہے کہ کسی نے اس شادی پر حیرت کا اظہار نہیں کیا، نہ ہی منافقین نے اس بنا پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کوئی نکتہ چینی کی۔ آیئے اب بعض روایات کی روشنی میں اس مسئلے کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

استدلال نمبر 1

صحیح بخاری کتاب المناقب میں حضرت عائشہؓ سے ہی روایت ہے، آپؓ فرماتی ہیں: مَیں نے ہوش سنبھالا تو اپنے والدین کو دینِ اسلام پر ہی پایا اور کوئی دن ایسا نہیں گزرتا تھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح اور شام ہمارے گھر تشریف نہ لائے ہوں۔ پھر جب مسلمانوں پر مشکلات کا دور آیا اور ان کو زدوکوب کیا جانے لگا تو حضرت ابوبکرؓ ہجرتِ حبشہ کے لئے نکلے......۔

استدلال سے قبل مندرجہ ذیل امور کو ذہن نشین کر لینا ضروری ہے۔

نبوت کے آغاز سے لے کر 13 سال تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں قیام فرمایا پھر مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔

مسلمانوں کے ابتلا کا دور بعثت نبوی کے بعد تقریبًا تیسرے سال میں شروع ہوا۔

حضرت عائشہؓ کی شادی ہجرت کے ڈیڑھ سال بعد ہوئی۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اس ابتلا کے دور سے قبل (یعنی 3 نبوی یا اس سے قبل) آپ نے ہوش سنبھال لیا تھا۔ اگر ہوش سنبھالنے کی عمر 5 سال قرار دی جائے تو ثابت ہوگا کہ آپ کی پیدائش بعثت نبوی سے 2 سال پہلے ہوئی۔

چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت کے 13 سال بعد ہجرت فرمائی اور ہجرت کے ڈیڑھ سال بعد حضرت عائشہؓ سے شادی فرمائی تو یہ عرصہ (13+1.5 = 14.5) ساڑھے چودہ سال بنتا ہے۔ چونکہ اس روایت کے مطابق حضرت عائشہ کی عمر غالبًا دو سال قبل از بعثت نبوی ہوئی تھی لہٰذا ساڑھے چودہ سال میں یہ دو سال جمع کر دیئے جائیں تو شادی کے وقت آپ کی عمر ساڑھے سولہ یا سترہ سال بنتی ہے۔

استدلال نمبر 2

سیرت ابن ہشام میں ابن اسحاق نے ایک باب اس عنوان سے باندھا ہے: **من أسلم من الصحابة بدعوة أبي بكرؓ**۔ یعنی ان صحابہ کا ذکر جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تبلیغ سے ایمان لائے۔ یہاں اُن آٹھ صحابہ کا ذکر ہے جنہوں نے آپؓ کی تبلیغ کے نتیجہ میں اسلام قبول کیا۔ یہ اسلام کے ابتدائی زمانے کی بات ہے۔

بعدازاں **إسلام أبي عبيدة وأبي سلمة والأرقم**...... کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

پھر ابوعبیدۃ بن الجراح اور ابوسلمہ اور ارقم بن ابی الارقم ......اور عبیدۃ بن الحارث ایمان لائے اور اسماء بنت ابی بکر اور عائشہ بنت ابی بکر، **وهي يومئذ صغيرة** جبکہ وہ اس وقت چھوٹی تھیں، ایمان لائیں۔

اب اس روایت سے جو سیرت ابن ہشام میں آئی ہے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ آپؓ جب اسلام لائیں تو اس وقت مسلمانوں کی تعداد ابھی پندرہ بیس ہی تھی۔ نیز آپ اس وقت چھوٹی تھیں۔ اس کا جو بھی معنی کیا جائے اس کے مطابق آپؓ کی ایک معقول عمر ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر اس واقعے کو دو تین سال نبوی کا قرار دیا جائے اور فرض کریں اس وقت آپ کی عمر تین سال تھی تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ کی پیدائش بعثت نبوی والے سال میں ہوئی۔ اس لحاظ سے 13 سال بعد ہجرت ہوئی اور ہجرت کے ڈیڑھ سال بعد آپ کی شادی ہوئی اور اس کا مجموعہ ساڑھے چودہ سال یا پندرہ بنتا ہے۔ جو ایک معقول عمر ہے اور آج تک اس عمر میں شادی کا رواج عام ہے۔

استدلال نمبر 3

حضرت عائشہؓ کی عمر کا آپ کی بہن حضرت اسماءؓ کی عمر سے موازنہ کرنے سے آپ کی حقیقی عمر کا پتہ چل جاتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت اسماء کی وفات کے وقت عمر 100 سال تھی۔ آپؓ کی وفات 73 ہجری میں ہوئی۔ 100 میں سے 73 نکال دیں تو باقی 27 بچتے ہیں، یعنی حضرت اسماءؓ کی ہجرت کے وقت عمر 27 سال تھی۔ بعض روایات کے مطابق حضرت اسماءؓ حضرت عائشہؓ سے دس سال بڑی تھیں۔ چنانچہ ہجرت کے وقت اگر حضرت اسماء 27 سال کی تھیں تو حضرت عائشہؓ ان سے دس سال چھوٹی ہونے کی وجہ سے 17 سال کی تھیں۔ اور ہجرت کے ڈیڑھ سال بعد شادی کے وقت آپ کی عمر ساڑھے اٹھارہ سال بنتی ہے۔

بعض روایات کے مطابق حضرت اسماءؓ آپؓ سے دس سال سے کچھ زیادہ بڑی تھیں۔ اگر بالفرض حضرت اسماءؓ آپؓ سے تیرہ یا چودہ سال بڑی ہوں تب بھی ساڑھے اٹھارہ سے تین یا چار سال منہا کرنے سے آپؓ کی عمر چودہ پندرہ سال کے قریب بنتی ہے۔

اب یہ سوال رہ جاتا ہے کہ ان روایات کے بارہ میں کیا کہا جائے جن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر 9 سال بیان ہوئی ہے یا آپ کے کھیلنے یا جھولا جھولنے کا ذکر ہے؟

یہ روایت ہشام نے اپنے والد سے بیان کی ہے۔ ہشام کے بارے میں بہت سے علماء نے کہا ہے کہ وہ اپنے والد سے مرسل روایات بیان کرتے ہیں۔ یعنی روایت اپنے والد سے کرتے ہیں لیکن ممکن ہے انہوں نے سنی کسی اور سے ہو۔ اب اللہ جانے وہ شخص جس سے سن کر ہشام نے روایت کی ہے وہ سچا تھا یا جھوٹا! یا اس کی کیا مراد تھی۔ اس حقیقت کے پیش نظر جب ہشام کی روایت کے برعکس عمر ثابت کرنے والی روایات بھی موجود ہیں تو صرف ہشام کی روایت کو ہی درست قرار دینا ناانصافی اور ایک ناجائز بات ہوگی۔ اس لئے تمام روایات کو سامنے رکھ کر آپ خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ کون سی روایت درست اور قبول کے لائق ہے۔

بعض روایات میں آپؓ کے جھولا جھولنے اور گڑیوں وغیرہ سے کھیلنے کا ذکر ملتا ہے۔ اس میں بھی چنداں حیرت کی بات نہیں کیونکہ چودہ، پندرہ سالہ یا اس سے بڑی عمر کی لڑکی کا گڑیوں سے کھیلنا یا جھولا جھولنا خارج از امکان نہیں، نہ ہی کوئی تعجب کی بات ہے۔ نیز یہ اس بات کی دلیل ہرگز نہیں ہوسکتی کہ آپؓ کی عمر اس وقت گویا پانچ چھ یا نو سال تھی۔

(باقی آئندہ)

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

خطبہ جمعہ

جن مشکلات اور جماعت کے خلاف کارروائیوں اور قانون سازیوں سے خاص طور پر پاکستان کی جماعت اور پھر انڈونیشیا، ملائیشیا کی جماعتیں یا بعض اور مسلم ممالک کی جماعتیں گزر رہی ہیں ان کے پیچھے اس سے زیادہ کامیابیوں اور فتوحات کی نوید اور خوشخبریاں اللہ تعالیٰ ہمیں دے رہا ہے۔

مخالفینِ انبیاء اور الٰہی جماعتوں پر ظلم کرنے والوں کو خدا تعالیٰ ایک مدت تک چھوٹ دیتا ہے پھر ایک روز ضرور پکڑتا ہے۔
پس جب اللہ تعالیٰ کی پکڑ آتی ہے تو پھر کوئی قوت، کوئی طاقت، کوئی عددی اکثریت کام نہیں آتی۔

ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ بیشک اللہ تعالیٰ کے غلبے کے وعدے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلق کو نبھانے اور اُس کے فضلوں کو جذب کرنے کے لئے عبادتوں کی طرف توجہ بھی بہت ضروری ہے۔

اگر ہم محبت اور وفا سے اس قوی اور زبردست خدا کے آگے جھکے رہے تو دشمن کا کوئی مکر، کوئی کوشش جماعت کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ اسی لئے مَیں نے گزشتہ دنوں دعاؤں اور عبادتوں اور نفلی روزوں کی خاص تحریک کی تھی کہ اب جو دشمن اپنی تمام تر طاقتوں کے ساتھ احمدیت پر حملہ کر رہا ہے تو اس کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمارا سب سے بڑا اور مؤثر ہتھیار یہ دعائیں ہی ہیں۔

اس شدت سے دعائیں کریں کہ دہائی کی طرح آسمان پر پہنچنے والی دعائیں ہوں اور عرش کے پائے ہلیں اور پھر ہم انشاء اللہ تعالیٰ فتوحات کے جلد نظارے دیکھیں اور دشمن کو نگوسار دیکھیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام ''بعد 11'' کے حوالہ سے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ۔

مکرم چوہدری محمد صادق صاحب ننگلی درویش قادیان اور مکرم احمد یوسف الخابوری آف شام کی وفات اور مرحومین کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 11 ؍نومبر 2011ء بمطابق 11 ؍نبوت 1390 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ-مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ اِیَّا کَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ-صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَاالضَّآلِّیْنَ۔

احمدیوں پر خاص طور پر پاکستان میں سختیاں تو اُس وقت سے روا رکھی جا رہی ہیں یا اُن پر زمین تنگ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے جب سے کہ احمدیوں کو اسمبلی نے 1974ء میں غیر مسلم قرار دینے کے لئے قانون پاس کیا تھا اور پھر جنرل ضیاء الحق نے اپنی آمریت کا بھرپور فائدہ اُٹھاتے ہوئے اس قانون کو یہ کہتے ہوئے مزید سخت کیا کہ یہ احمدی (وہ احمدی تو نہیں کہتے، قادیانی یا مرزائی کہتے ہیں) جن کی کوئی حیثیت نہیں ہے، جن کے خلاف ہم نے قانون پاس کیا، اُنہیں اپنے زعم میں اپنے میں سے، اُمّتِ مُسلمہ میں سے باہر نکالا۔ انہیں کہا کہ تم اپنے آپ کو غیر مسلم کہو۔ انہیں کہا کہ تم نے کلمہ نہیں پڑھنا۔ انہیں کہا کہ تم نے کسی کو السلام علیکم نہیں کہنا۔ انہیں کہا کہ تم نے کوئی ایسی حرکت نہیں کرنی جس سے معمولی سا بھی اس بات کا اظہار ہو کہ تم مسلمان ہو لیکن تم پھر بھی ان تمام چیزوں سے باز نہیں آ رہے۔ تم پھر وہی باتیں اور عمل کر رہے ہو جو ایک سچے اور پکے مسلمان میں ہونی چاہئیں۔ اس لئے ہم تمہیں یا تو قید و بند کی سزا دیں گے یا تمہیں اس آرڈیننس کی نافرمانی میں اپنے آپ کو حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنے کی وجہ سے تختہ دار پر لٹکائیں گے، تمہیں پھانسی دیں گے۔ تم میں اتنی ہمت کہ اتنی تھوڑی تعداد میں ہونے کے باوجود اکثریت کے دلوں کو اپنے آپ کو مسلمان کہہ کر زخمی کرو۔

پس یہ خلاصہ ہے پاکستان میں احمدیوں کے ساتھ سلوک اور قانون کا۔ احمدیوں کے متعلق یہ جو کچھ کہتے رہے اور احمدی اقلیت کا جو نعرہ لگا کر یہ احمدیوں کو اپنے ایمان سے ہٹانے کی کوشش کرتے رہے اور کر رہے ہیں یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ مذاہب کی تاریخ میں یہی کچھ دیکھنے کو ملتا ہے۔ ہر زمانے کے فرعون نے اپنے وقت کے انبیاء اور اللہ والوں کو یہی کچھ کہا ہے۔ قرآنِ کریم کا یہ مضمون آج بھی جاری ہے جس میں فرعون نے یہ اعلان کرتے ہوئے کہا تھا کہ اِنَّ ھٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَۃٌ قَلِیْلُوْنَ۔ وَاِنَّھُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ (الشعراء:55-56) کہ یقیناً یہ لوگ ایک کم تعداد حقیر جماعت ہیں اور اس کے باوجود یہ ضرور ہمیں طیش دلا کر رہتے ہیں۔

پس ہم احمدی تو جب اس مخالفت کو دیکھتے ہیں تو ایمان تازہ ہوتا ہے کہ انبیاء کی تاریخ دہرائی جا رہی ہے۔ ہم بیشک آج تھوڑے ہیں اور دنیا کی نظر میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ ہمارے پر طیش اُنہیں اس لئے نہیں آتا کہ ہم کوئی گناہ کر رہے ہیں یا بڑا جرم کر رہے ہیں، ہم کوئی قانون توڑ کر ملک کو نقصان پہنچا رہے ہیں، ہم قانون کی پابندی نہ کر کے لوگوں کے حقوق سلب کر رہے ہیں، ہم کسی قسم کی دہشت گردی کر رہے ہیں۔ ہمارے پر طیش اُنہیں اس لئے آ رہا ہے کہ ہم چونکہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و وفا کا رشتہ نبھا رہے ہیں۔ ہم کیونکہ وطن کی محبت میں امن کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ ہم اللہ کی مخلوق کے حقوق سلب اور پامال کیوں نہیں کر رہے۔ ہم کیوں اُس دہشت گردی کا حصہ نہیں بنتے جس نے ملک میں ظلم و بربریت کا بازار گرم کیا ہوا ہے۔ پس ہمارا اُنہیں یہی جواب ہے کہ ہم اس زمانے کے امام، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق اور آپ کی پیشگوئیوں کے مطابق آنے والے مسیح موعود اور مہدی موعود کو ماننے والے ہیں جس نے دنیا میں آ کر اپنے آقا و مطاع کی سنت کو جاری کرتے ہوئے دنیا کو محبت، پیار، امن، آشتی اور صلح کے اسلوب سکھانے تھے۔ پس جب ہم اس امام الزمان کی بیعت میں آ کر یہ سب کچھ کر رہے ہیں تو اپنے آقا و سید حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا حق ادا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہ نمونے قائم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جو قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں نے کئے تھے۔ ہمیں یہ جرأت اور موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کھڑے ہونے کا حوصلہ اُس جری اللہ نے دیا ہے جسے اس زمانے میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ ہمیں اپنی زندگیوں سے زیادہ اپنے ایمان کی حفاظت کرنے کا حوصلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس عاشقِ صادق نے دیا ہے جو ثریا سے زمین پر ایمان لے کر آیا ہے۔ پس ہم جب ہر قسم کی قربانیوں کے لئے تیار ہیں، اس بات کا صحیح ادراک رکھتے ہوئے تیار ہیں کہ ہم اُس امام کو ماننے والے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ 'جَرِیُ اللّٰہِ فِی حُلَلِ الْاَنْبِیَاءِ' (براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی

خزائن جلد نمبر 21 صفحہ 116) کہ رسولِ خدا ہے تمام نبیوں کے پیرائے میں۔ پھر براہینِ احمدیہ حصہ پنجم میں اس کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’اس وحی الٰہی کا مطلب یہ ہے کہ آدم سے لے کر اخیر تک جس قدر انبیاء علیہم السلام خدا تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں آئے ہیں خواہ وہ اسرائیلی ہیں یا غیر اسرائیلی ان سب کے خاص واقعات یا خاص صفات میں سے اس عاجز کو کچھ حصہ دیا گیا ہے اور ایک بھی نبی ایسا نہیں گزرا جس کے خواص یا واقعات میں سے اس عاجز کو حصہ نہیں دیا گیا۔ ہر ایک نبی کی فطرت کا نقش میری فطرت میں ہے۔ اسی پر خدا نے مجھے اطلاع دی ہے‘‘۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد نمبر 21 صفحہ 116)

پس جب تمام نبیوں میں سے آپؑ کو حصہ ملا ہے تو بعض مخالفانہ واقعات بھی اُن انبیاء کی تاریخ کے آپ کے ساتھ اور آپ کی جماعت کے ساتھ ہونے تھے۔ لیکن یہ مخالفانہ کارروائیاں یا قانون سازیاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی جماعت کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتیں۔ کیونکہ اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے اُن فتوحات کی بھی خبر دے دی، اُن کامیابیوں کی بھی خبر دے دی جو انبیاء کو ملیں بلکہ اُس سے بڑھ کر کامیابیوں کی خبر دی اور آپ کے ایک الہام میں ایک جگہ آپ کو فرمایا کہ بُشْرٰی لَکَ یَا اَحْمَدِیْ۔ (تحفہ بغداد روحانی خزائن جلد نمبر 7 صفحہ 23) تجھے بشارت ہو اے میرے احمد!

پس یہ قانون، یہ سختیاں، یہ ظلم مسیح موعود کی جماعت کی ترقی کو روک نہیں سکتے۔ انجام کار فتوحات کے دروازے کھلنے کی اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہی خبر دی ہے اور متعدد بار اور مختلف پیرایوں میں یہ خوشخبری دی ہے۔ گو ایک دور میں سے گزرنا پڑ رہا ہے۔ بعض جگہوں پر زیادہ سختی ہے۔ اپنی کتاب آسمانی فیصلہ میں آپ فرماتے ہیں کہ:

’’خدا تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے صاف لفظوں میں فرمایا ہے کہ اَنَا الْفَتَّاحُ اَفْتَحُ لَکَ۔ تَرٰی نَصْرًا عَجِیْبًا وَیَخِرُّوْنَ عَلَی الْمَسَاجِدِ۔ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا اِنَّا کُنَّا خَاطِئِیْنَ۔ یعنی میں فتّاح ہوں۔ تجھے فتح دوں گا۔ ایک عجیب مدد تو دیکھے گا۔ اور منکر یعنی بعض اُن کے جن کی قسمت میں ہدایت مقدر ہے اپنے سجدہ گاہوں پر گریں گے یہ کہتے ہوئے کہ اے ہمارے رب ہمارے گناہ بخش، ہم خطا پر تھے‘‘۔

(آسمانی فیصلہ روحانی خزائن جلد نمبر 4 صفحہ 342)

پھر آپ کا ایک الہام ہے کہ لَکَ الْفَتْحُ وَلَکَ الْغَلَبَۃُ۔ (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد نمبر 22 صفحہ 702) کہ تیرے لئے فتح ہے اور تیرے لئے غلبہ۔

پس جن مشکلات اور جماعت کے خلاف کارروائیوں اور قانون سازیوں سے خاص طور پر پاکستان کی جماعت اور پھر انڈونیشیا، ملائیشیا کی جماعتیں یا بعض اور مسلم ممالک کی جماعتیں گزر رہی ہیں ان کے پیچھے اس سے زیادہ کامیابیوں اور فتوحات کی نوید اور خوشخبریاں اللہ تعالیٰ ہمیں دے رہا ہے جن سے ہمارے مظلوم احمدی گزر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جو ایمانی جرأت زمانے کے امام نے ہمیں دی ہے وہ ان ظلموں اور تنگیوں کو ذرا بھی خاطر میں نہیں لاتی۔ اگر کوئی اور دنیاوی جماعت ہوتی تو ان ظلموں کی وجہ سے کب کی ظالموں کے آگے گھٹنے ٹیک چکی ہوتی یا منافقانہ رویہ اپنا رہی ہوتی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ نہ صرف ظلم کا مقابلہ کر رہی ہے بلکہ تمام تر نامساعد حالات کے باوجود ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ اگر کوئی عقل رکھنے والا ہو، انصاف پسند ہو تو اُس کے لئے اس جماعت کے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہونے کے لئے یہی دلیل کافی ہے اور ہونی چاہئے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا جو مَیں نے ابھی پڑھا تھا کہ ایک وقت آئے گا کہ جب انہی میں سے جو اس وقت نام نہاد مُلّاں کے زیرِ اثر یا اُس کے خوف کے زیرِ اثر یا قانون کے خوف سے حق کو نہیں پہچان رہے، اپنی سجدہ گاہوں پر گر کر خدا تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عاشقِ صادق سے وابستہ ہونے میں فخر محسوس کریں گے اور جو بدفطرت ہیں وہ اپنے انجام کو اس طرح دیکھیں گے یا وہ دنیا کے لئے اس طرح عبرت کا نشان بنیں گے جس طرح پہلے نبیوں کے مخالفین اور حق کے مخالفین بنتے رہے جس کا قرآنِ کریم میں کئی جگہ ذکر آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں ایک جگہ فرماتا ہے کہ اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیْنَ کَانُوْا مِنْ قَبْلِھِم کَانُوْاھُمْ اَشَدَّ مِنْھُمْ قُوَّۃً وَّاٰثَارًا فِی الْاَرْضِ فَاَخَذَھُمُ اللّٰہُ بِذُنُوْبِھِمْ وَمَا کَانَ لَھُمْ مِّنَ اللّٰہِ مِنْ وَّاقٍ۔ ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ کَانَتْ تَّاْتِیْھِمْ رُسُلُھُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَکَفَرُوْا فَاَخَذَھُمُ اللّٰہُ اِنَّہٗ قَوِیٌّ شَدِیْدُ الْعِقَابِ۔ (المومن: 22-23)

کیا انہوں نے زمین میں سیر نہیں کی کہ وہ دیکھ لیتے کہ ان لوگوں کا انجام کیسا ہوا جو ان سے پہلے تھے؟ وہ ان سے قوت میں اور زمین میں نشانات چھوڑنے کے لحاظ سے زیادہ شدید تھے۔ پس اللہ نے ان کو بھی ان کے گناہوں کے سبب پکڑا اور انہیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہ تھا۔ یہ اس لئے ہوا کہ ان کے پاس ان کے رسول کھلے کھلے نشانات لے کر آتے رہے پھر بھی انہوں نے انکار کر دیا۔ پس اللہ نے ان کو پکڑ لیا۔ یقیناً وہ بہت طاقتور اور سزا دینے میں سخت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے جن الہامات کا مَیں نے ذکر کیا ہے یہ کوئی اپنی طرف سے کوئی دعویٰ نہیں تھا۔ یہ الہامات تھے کہ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ ہے اور مجھے اُس نے فتوحات کی خبر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی بات منسوب کرنا بہت بڑی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو نہیں بخشتا جو اللہ تعالیٰ کی طرف غلط بات منسوب کریں۔ پس جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ خدا تعالیٰ کی تائیدات کو دیکھ رہے ہیں تو یقیناً یہ سب باتیں ہمیں اس یقین پر مزید قائم کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس طرح آپ کے زمانے میں آپ کے ساتھ تھا اور آپ کی تائید فرماتا رہا آئندہ زمانے میں بھی فرماتا رہے گا اور آج بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے فرما رہا ہے اور آج بھی حقائق اور واقعات اس بات کی تائید کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی تائیدات سے نواز رہا ہے۔ ہاں جیسا کہ ان آیات سے ظاہر ہے، مخالفینِ انبیاء اور الٰہی جماعتوں پر ظلم کرنے والوں کو خدا تعالیٰ ایک مدت تک چھوٹ دیتا ہے پھر ایک روز ضرور پکڑتا ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ کی پکڑ آتی ہے تو پھر کوئی قوت، کوئی طاقت، کوئی عددی اکثریت کام نہیں آتی۔ آج احمدیوں پر سختیاں وارد کرنے والے اور قانون بنانے والے اور کشکول پکڑوانے والے یا نعوذ باللہ احمدیت کے کینسر کو ختم کرنے والوں کے پاس تو تھوڑی سی طاقت ہے جن کو اللہ تعالیٰ جب ختم کرنا چاہے تو ان کو پتہ بھی نہیں لگنا۔ جن کی مثالیں اللہ تعالیٰ نے دی ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے ختم کیا ہے وہ تو بہت دولت رکھنے والے تھے۔ ان لوگوں کی جو آج ہم پر ظلم کر رہے ہیں، ان کی تو اپنی دولت بھی نہیں ہے۔ ملک چلانے کے لئے غیر قوموں کی طرف قرضے کے لئے دیکھتے ہیں۔ پس ہمارے حکمرانوں کے لئے بھی اور عوام الناس کے لئے بھی سوچنے کا مقام ہے کہ لاشعوری طور پر ظلم کر کے، ظلم کا ساتھ دے کر، اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کو اپنی ہر تحریر اور سرکاری کاغذ میں گالیاں دے کر، کیونکہ آجکل پاکستان میں کوئی بھی (document) بنانا ہو، کوئی سند لینی ہو، کہیں داخلہ لینا ہو، کوئی چیز کرنی ہو تو کوئی ایسا کاغذ نہیں ہے جس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے خلاف گند لکھا ہوا نہ ہو اور یہ نہ کہا جائے کہ اگر تم مسلمان ہو تو اس پر دستخط کرو۔ بازاروں اور دفتروں یا پارکوں میں بڑے بڑے غلیظ گالیوں کے پوسٹر لگا کر یہ سب لوگ بہت بڑے گناہ کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ جو خاموش ہیں وہ بھی لاشعوری طور پر گناہ کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ یا تو شرافت ختم ہو گئی ہے یا خدا تعالیٰ پر یقین نہیں رہا۔ غلط رنگ میں احمدیوں پر مقدمے قائم کر کے ایسے عمل کے مرتکب ہو رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی نظر میں یقیناً ناپسندیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ تم دشمن سے بھی عدل سے کام لو۔ اُن لوگوں سے بھی انصاف کرو اور ظلم نہ کرو جنہوں نے تم پر ظلم کیا ہے۔ لیکن اس کے برعکس ان لوگوں کے عمل کیا ہیں؟ بالکل ہی الٹ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جھوٹ شرک ہے اور شرک ایک ایسی نجس چیز ہے اور گناہ ہے جو اللہ تعالیٰ نہیں بخشتا۔ لیکن ان کی اپنی حالت کیا ہے۔ ان کے تقویٰ اور نیکی اور اللہ اور رسول کے نام کو اونچا کرنے کی حقیقت ہم احمدی تو روز مشاہدہ کرتے ہیں۔ ایک واقعہ میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جس سے ان کی حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے۔ گزشتہ دنوں ایک احمدی پر جھوٹا مقدمہ قائم کیا گیا۔ قتل کے مقدمے میں اُس کو ملوث کیا گیا۔ جب ان کو بتایا گیا، سمجھایا گیا کہ یہ غلط ہے۔ تم یہ کیا ظلم اور زیادتی کر رہے ہو۔ تو انہوں نے، مدعیان نے جنہوں نے مولویوں کے زیرِ اثر مقدمہ قائم کیا تھا کہا کہ ہمیں پتہ ہے یہ غلط ہے اور یہ بے قصور ہے، معصوم ہے لیکن یہ احمدی ہے اس لئے ہم نے یہ مقدمہ قائم کیا ہے۔ اگر آج یہ احمدیت سے تائب ہو جائے، حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوۃ والسلام کو گالیاں دے تو ہم مقدمہ واپس لے لیتے ہیں بلکہ جیل سے چھڑانے میں ہر طرح کوشش کریں گے۔ باہر آئے تو اس کو ہار پہنائیں گے۔ استقبال کریں گے۔ تو یہ ان لوگوں کی حالت ہے۔ لیکن اس کے باوجود یہ پکے مسلمان کہلانے والے ہیں اور احمدی کافر ہیں۔ جھوٹ کی ان کے نزدیک کوئی حیثیت ہی نہیں ہے۔

پس اے مخالفینِ احمدیت! اُس خدا سے ڈرو جس کے سامنے تمہاری دولت، تمہارے گھمنڈ، تکبر، تمہاری مساجد کی امامت، تمہاری سیاسی پارٹیاں، تمہاری حکومت، تمہاری عددی اکثریت کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ ہمارا ان تمام ظلموں کے جواب میں وہی جواب ہے جو قرآنِ کریم نے ان آیات میں دیا ہے کہ اِنَّہٗ قَوِیٌّ شَدِیْدُ الْعِقَاب کہ یقیناً وہ بہت طاقتور اور سزا دینے میں سخت ہے۔

ظلم کی یہ انتہا اب اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ سکولوں کے احمدی معصوم بچوں کو کہا جاتا ہے کہ تم مرزائی

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.

Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

کافر ہو اس لئے سکول میں نہیں رہ سکتے۔ ہاں سکول میں پڑھنے کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو گالیاں دو۔ اگر سکول کا کوئی ہیڈ ماسٹر یا کسی پرائیویٹ سکول کا مالک کچھ شرافت دکھانے والا ہے تو اسے کہا جاتا ہے کہ اگر احمدی بچے اس سکول میں پڑھیں گے تو ہم اپنے بچوں کو سکول نہیں بھیجیں گے اور تمہارے خلاف احتجاج کریں گے اور تمہارا سکول بند کروائیں گے۔ اگر کوئی شرفاء ان مولویوں اور فسادیوں کی بات نہیں مانتے تو ان کو بھی نتائج کی دھمکیاں دی جاتی ہیں۔ غرض کہ ایک فساد ہے جو ملک میں برپا ہے اور انتظامیہ، سیاستدان اپنے سیاسی مقاصد اور نااہلی کی وجہ سے ان مولویوں اور شدت پسندوں کے ہاتھوں کھلونا بنے ہوئے ہیں۔

پس جیسا کہ مَیں نے کہا ہے مولوی ہوں یا مفاد پرست سیاستدان ہوں یا کوئی بھی حکومتی اہلکار ہو، جو بھی اس ظلم میں شریک ہے وہ یاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ شَدِیْدُ الْعِقَاب ہے۔ یہ مضمون کوئی سابقہ قوموں کا قصّہ نہیں ہے بلکہ زندہ خدا کے زندہ ہونے اور سب طاقتوں کے مالک ہونے کی آج بھی نشانی ہے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دشمنی کرنے والے اور مخالفت میں تمام حدوں کو توڑنے والے یاد رکھیں کہ حق وصداقت کا انکار اور پھر صداقت بھی وہ جس کی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی اور جو قرآنِ کریم میں بھی موجود ہے جس کو بڑے شوق سے یہ پڑھتے ہیں یا پڑھنے کا دعویٰ کرتے ہیں، اس صداقت کا انکار کر کے وہ انہی لوگوں میں شامل ہو رہے ہیں جنہوں نے اپنے بدانجام دیکھے یا جن کے بد انجام آنے والی قوموں نے دیکھے یا آنے والی قوموں کے لئے عبرت کا نشان بنے اور پھر اس پر مستزاد یہ کہ کونسا گناہ ہے جو آجکل یہ نہیں کر رہے۔ علاوہ اس کے جو احمدیوں پر ظلم ہو رہا ہے ہر قسم کا گناہ ملک میں پھیلا ہوا ہے۔ رشوت ہے، دوسرے ہر قسم کے گناہ ہیں، گند ہے، غلاظت ہے، اخلاقی برائیاں ہیں، چوری ہے، ڈاکے ہیں، قتل وغارت ہے۔ غرض ہر قسم کی جو برائی ہے آج ہمیں نظر آتی ہے۔ پس کیا یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے غضب کو بھڑکانے والا نہیں۔ کچھ تو سوچو غافلو!۔

ہماری تو یہی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ قوم پر رحم فرمائے۔ آج احمدی ہی ہیں جن کا یہ فرض بنتا ہے کہ باوجود تمام تر ظلموں کے سہنے کے پھر بھی اُمّت کی ہمدردی کے ناطے، انسانیت کی ہمدردی کے ناطے جہاں عملی کوشش ہو سکتی ہے وہاں عملی کوشش کریں اور ساتھ ہی سب سے بڑھ کر دعاؤں پر زور دیں۔ اور جہاں عملی کوشش نہیں ہو سکتی، جہاں ہماری بات سننے کو کوئی تیار نہیں، جہاں سلام کہہ دینے سے ہی مقدمے قائم ہو جاتے ہیں، وہاں دعاؤں کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ سے اُمّت کی اصلاح کے لئے بھیک مانگیں۔

جیسا کہ مَیں نے کہا اس میں تو کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فتح اور غلبہ عطا فرمانا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے انبیاء کو، اپنے بھیجے ہوؤں کو غلبہ عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے کہ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ اِنَّ اللّٰہَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ (المجادلۃ:22) کہ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر چھوڑا ہے کہ مَیں اور میرے رسول غالب آئیں گے۔ اللہ یقیناً طاقتور اور غالب ہے۔

جیسا کہ آیت سے ظاہر ہے کہ یہ غلبے کا فیصلہ خدا کا ہے۔ اور غلبے کا جو ذریعہ خدا تعالیٰ نے بتایا ہے یا جو غلبے کی دلیل دی ہے وہ خدا تعالیٰ کا طاقتور اور غالب ہونا ہے۔ پس اس بات میں مومنوں اور منکرین اور کافروں دونوں فریق کے لئے سبق ہے اور اعلان ہے کہ اس پر غور کرو۔ مومنوں کو بتا دیا کہ جب اللہ تعالیٰ جو تمام طاقتوں کا مالک ہے اور غالب ہے اُس نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ اُس نے اور اُس کے رسول نے غالب آنا ہے تو پھر تم اپنی کمزوری اور عددی کمی کو نہ دیکھو۔ یہ نہ سمجھو کہ ہماری کوئی حیثیت نہیں۔ اپنے ایمانوں کو مضبوط کرو۔ اللہ تعالیٰ سے لَو لگاؤ۔ اس لَو لگانے کے لئے، اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کے لئے جو کر سکتے ہو وہ کرو اور اُس کی انتہا تک پہنچو۔ تمہیں تو انگلی لگا کر غلبہ میں شامل کیا جا رہا ہے۔ پس تم نیکیوں کو بجا لاؤ۔ عبادات میں طاق ہو جو تمہارا مقصدِ پیدائش ہے۔ اُس میں آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ اور غلبے کا حصہ بن جاؤ۔ اور مخالفین کو یہ چیلنج ہے کہ تم اپنی تمام تر طاقتوں کے ساتھ زور لگا لو لیکن یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ قوی اور عزیز ہے۔ اُس کا یہ فیصلہ ہے کہ اُس نے اپنے پیارے کو فتح دینی ہے، غلبہ دینا ہے، انشاء اللہ۔ تو پھر تمہارے مکر، تمہارے تمام حیلے، تمہاری معصوم بچوں کو تنگ کرنے کی کوششیں، تمہاری احمدی ملازموں کو تنگ کرنے کی کوششیں، تمہاری احمدی کاروباری لوگوں کو تنگ کرنے کی کوششیں، تمہاری راہ چلتوں پر مقدمے قائم کرنے کی کوششیں اللہ اور اُس کے رسول کے غلبے کو روک نہیں سکتیں۔ اگر یہ بندوں کا کام ہوتا تو بیشک تمہاری طاقت کام آ سکتی تھی لیکن یہ خدا کا کام ہے اور انجام کار اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہی غالب آتی ہے۔

پس جب اللہ تعالیٰ نے اِنَّ اللّٰہَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ کہا ہے تو یہ اعلان فرمایا ہے کہ یہ کام مَیں نے کرنا ہے اور یہاں تعداد کی قلت اور کثرت یا مال و دولت کی قلت یا کثرت یا ساز وسامان کی قلت یا کثرت کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ کیا جنگِ بدر میں یا جنگِ اُحد میں یا کسی بھی جنگ میں مال و دولت کی کثرت نے وہ نتائج مترتب کئے تھے جو ظاہر ہوئے۔ یقیناً نہیں۔ ہاں ایک بات یقیناً ہے کہ باوجود خدا تعالیٰ کے وعدوں کے، باوجود خدا تعالیٰ کی یقین دہانیوں کے، باوجود خدا تعالیٰ کے روشن نشانوں کے اللہ تعالیٰ کے رسول معمولی ظاہری کوشش اپنے وسائل کے مطابق ضرور کرتے ہیں۔ لیکن اصلی توجہ اُن کی دعاؤں کی طرف ہوتی ہے اور اس میں سب سے بڑھ کر کامل نمونہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھایا۔ بدر کی جنگ ہمیں اس کا عظیم نظارہ پیش کرتی ہے۔ باوجود تمام تر تسلیوں اور وعدوں کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بے چینی اور بے چین کیفیت میں دعائیں اور جو حالت تھی اور جو رِقّت تھی اور ایک ایسی حالت تھی کہ یوں لگتا تھا جس طرح بار بار کوئی جان کنی کی حالت ہو۔ بار بار آپ کی چادر اس رِقّت کی وجہ سے کندھے سے اُتر جاتی تھی جو دعاؤں میں پیدا ہو رہی تھی۔ (شرح العلامة الزرقانی جلد نمبر2 باب غزوة بدر الکبری صفحہ نمبر281 تا284 دار الکتب العلمیة بیروت1996)

پس جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں اور میرے رسول غالب آتے ہیں تو اللہ کے رسول بھی خدا تعالیٰ میں ڈوب کر الٰہی فیصلوں کا حصہ بننے کی کوشش کرتے ہیں اور حصہ بن جاتے ہیں۔ اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسی اور تربیت نے وہ صحابہ پیدا کئے جن کے دن جنگوں میں مصروف ہوتے تھے تو راتیں عبادتوں میں۔ دنیاوی لحاظ سے دیکھیں تو کوئی بھی جنگ جو مسلمانوں نے لڑی کسی نسبت کے بغیر تھی۔ مسلمانوں میں اور مخالفین میں، دشمنوں میں کوئی نسبت ہی نہیں تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ سے تعلق اور عبادتوں نے اُنہیں اللہ اور رسول میں فنا ہو کر غلبے کا حصہ بنا دیا۔ یہ بھی ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ دن کے وقت بھی باوجود دشمنوں کے حملوں کے اور جنگوں کے اور سخت حالات کے فرض نمازوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کبھی غافل نہیں ہوئے۔ ایک موقع ایسا آیا کہ دشمن کے تابڑ توڑ حملوں کی وجہ سے مسلمانوں کو موقع نہیں ملا کہ نمازیں پڑھ سکیں اور نماز کا وقت نکل گیا اور نمازیں جمع کر کے پڑھنی پڑیں۔ اُس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا صدمہ تھا کہ آپ نے دشمنوں کو یہ کہہ کر بددعا دی کہ برا ہو، ہلاک ہو دشمن جس کی وجہ سے ہمیں نمازیں اکٹھی پڑھنی پڑیں۔ پس کسی جانی مالی نقصان کی وجہ سے آپ کبھی پریشان نہیں ہوئے اور نہ دشمن کے حق میں بددعا دی۔ مگر یہ موقع آیا تو صرف اس وجہ سے کہ آج دشمن نے ہمیں وقت پر عبادت کرنے کا، اپنے خدا کے حضور جھکنے کا موقع نہیں دیا۔ باوجود اس کے کہ آپؐ کا دل ہر وقت خدا تعالیٰ کی یاد میں رہتا تھا۔ ذکرِ الٰہی سے زبان آپ کی ہر وقت تر رہتی تھی لیکن فرائض ضائع ہونے کا افسوس آپ کی برداشت سے باہر تھا۔

پس ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ بیشک اللہ تعالیٰ کے غلبے کے وعدے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلق کو نبھانے اور اُس کے فضلوں کو جذب کرنے کے لئے عبادتوں کی طرف توجہ بھی ضروری ہے اور بہت ضروری ہے کہ اس کے بغیر اللہ کے رسول کی جماعت میں شامل ہونے والے نہیں کہلا سکتے۔ اللہ کے رسول کی جماعت میں وہی شامل ہوں گے جو اپنی عبادتوں کی طرف بھی توجہ دینے والے ہوں گے۔ پس جب ہم مخالفینِ احمدیت کی سختیاں دیکھتے ہیں تو ہمیں یہ ذہن میں رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کا حصہ بننے کے لئے ہمیں اُس کی عبادت سے کبھی غافل نہیں ہونا۔ نبی اور رسول تو آتے ہی بندے کا خدا سے تعلق جوڑنے کے لئے ہیں۔ اگر ہم اس تعلق کو جوڑنے والے نہیں بنیں گے تو پھر نبی کی جماعت کس طرح کہلائیں گے؟ اُن فتوحات کا حصہ کس طرح بنیں گے جو نبی اور اُس کی جماعت کے لئے مقدر ہیں۔ یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا بھی مقصد تھا۔ پس ہمیں ہمیشہ اس کو سامنے رکھنا چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کتاب، کتاب البریہ کے مقدمے میں فرماتے ہیں کہ:

"درحقیقت وہ خدا بڑا زبردست اور قوی ہے جس کی طرف محبت اور وفا کے ساتھ جھکنے والے ہرگز ضائع نہیں کئے جاتے۔ دشمن کہتا ہے کہ مَیں اپنے منصوبوں سے اُن کو ہلاک کر دوں اور بد اندیش ارادہ کرتا ہے کہ مَیں ان کو کچل ڈالوں۔ مگر خدا کہتا ہے کہ اے نادان! کیا تُو میرے ساتھ لڑے گا؟ اور میرے عزیز کو ذلیل کر سکے گا؟ درحقیقت زمین پر کچھ نہیں ہو سکتا مگر وہی جو آسمان پر پہلے ہو چکا اور کوئی زمین کا ہاتھ اس قدر سے زیادہ لمبا نہیں ہو سکتا جس قدر کہ وہ آسمان پر لمبا کیا گیا ہے۔ پس ظلم کے منصوبے باندھنے والے سخت نادان ہیں جو اپنے مکروہ اور قابلِ شرم منصوبوں کے وقت اس برتر ہستی کو یاد نہیں رکھتے جس کے ارادہ کے بغیر ایک پتہ بھی گر نہیں سکتا۔ لہٰذا وہ اپنے ارادوں میں ہمیشہ ناکام اور شرمندہ رہتے ہیں اور اُن کی بدی سے راستبازوں کو کوئی ضرر نہیں پہنچتا بلکہ خدا کے نشان ظاہر ہوتے ہیں اور خلق اللہ کی معرفت بڑھتی ہے۔ وہ قوی اور قادر خدا اگرچہ ان آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتا مگر اپنے عجیب نشانوں سے اپنے تئیں ظاہر کر دیتا ہے"۔

(کتاب البریہ۔ روحانی خزائن۔ جلد نمبر13۔ صفحہ 19-20)

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

پس اگر ہم محبت اور وفا سے اس قوی اور زبردست خدا کے آگے جھکے رہے تو دشمن کا کوئی مکر، کوئی کوشش انشاء اللہ تعالیٰ جماعت کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ اسی لئے مَیں نے گزشتہ دنوں دعاؤں اور عبادتوں اور نفلی روزوں کی خاص تحریک کی تھی کہ اب جو دشمن اپنی تمام تر طاقتوں کے ساتھ احمدیت پر حملہ کر رہا ہے تو اس کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمارا سب سے بڑا اور مؤثر ہتھیار یہ دعائیں ہی ہیں۔ احمدیت کی مخالفت اب جو بین الاقوامی شکل اختیار کر چکی ہے یہ جہاں اس بات کا اظہار ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے غلبے کے اظہار کے لئے پہلے سے بڑھ کر اپنے جلوے دکھانا چاہتا ہے اور انشاء اللہ دکھائے گا، وہاں دنیائے احمدیت کو بھی اس طرف متوجہ ہونا چاہئے کہ ہم نے سب سے زیادہ عزیز اور پیارا اپنی عبادتوں کو رکھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق اور محبت کو پہلے سے بہت زیادہ بڑھانا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

ایک بات اور کہنا چاہوں گا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا ایک الہام ہے۔ ’’بعد 11‘‘۔ (اربعین نمبر 4 روحانی خزائن جلد نمبر 17 صفحہ نمبر 457 حاشیہ)

احمدی اپنے طور پر اندازے لگاتے رہتے ہیں، مجھے بھی لکھتے رہتے ہیں۔ اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے خود فرمایا ہے: ’’مَیں نہیں جانتا کہ گیاراں دن یا گیاراں ہفتے یا گیاراں مہینے یا گیاراں سال‘‘۔ (اربعین نمبر 4 روحانی خزائن جلد نمبر 17 صفحہ نمبر 457 حاشیہ)

فرمایا کہ اس عرصے میں میری بریت کا نشان ظاہر ہوگا۔

آج کیونکہ گیارہ نومبر ہے اور نومبر بھی گیارھواں مہینہ ہے اور 2011ء ہے۔ اس لئے احمدی اپنے اپنے خیال کے مطابق سوچتے ہیں۔ بہر حال اگر اس گیارہ میں کچھ مقدر ہے جو آج کی تاریخ اور آج کے مہینے اور آج کے سال میں ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ وہ ضرور ظاہر ہوگا۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ بہت سے الہامات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی مدد، تائید و نصرت، رحمانیت کے جلوے دکھانے کے لئے ’’بَغْتَةً‘‘ کے لفظ کا وعدہ ہے یعنی یہ سب کچھ اچانک ہوگا۔ بعید نہیں کہ ان تاریخوں سے، آج کی تاریخوں سے، آج کے دن سے، اس مہینے سے، اس سال سے، اس تقدیر کا عمل شروع ہو جائے۔ لیکن بعض دفعہ خود ہی بعض کمزور طبائع اندازے لگا کر نتائج مرتب کر کے اگر اُس طرح واقع نہ ہو جس طرح وہ اندازے لگا رہے ہوتے ہیں تو مایوسی کی طرف جانا شروع ہو جاتے ہیں یا اللہ تعالیٰ کی طرف جو توجہ ہے اُس میں کمی ہو جاتی ہے۔ مومن کا یہ شیوہ نہیں ہے کہ کبھی مایوس ہو۔ غلبہ یقینی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ ہو کر رہے گا بلکہ ہو رہا ہے۔ دشمن کی جو مخالفتیں ہیں اور مخالفینِ احمدیت کی جو حالتیں ہیں جس طرح وہ حواس باختہ ہوئے ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے غلبے کی ہی تو دلیل ہے۔

اس ضمن میں ایک بات یہ بھی بتا دوں کہ حضرت مصلح موعودؓ نے بھی قادیان سے ہجرت کے وقت کا ایک واقعہ لکھا ہے کہ کس طرح ہجرت ہوئی۔ وہ فیصلہ کرنا بڑا مشکل تھا۔ ہجرت پر غور ہو رہا تھا۔ آپ بیان فرماتے ہیں کہ مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے الہامات کا مطالعہ کر رہا تھا تو اُس وقت یہ الہام بھی میرے سامنے آیا۔ ’’بعد گیارہ‘‘ اور مَیں نے سمجھا کہ یہ تو یقینی بات ہے کہ ہجرت ہونی ہے۔ پھر کچھ ٹرانسپورٹ وغیرہ کے مسائل سامنے آئے تو اُس پر بھی تاریخوں کی وجہ سے اسی گیارہ تاریخ پر غور ہو رہا تھا۔ پھر آخر میں بڑی تگ و دَو کے بعد جو انتظام ہوا اُس میں دوبارہ روک پڑنی شروع ہوگئی اور جس دن جانا تھا اُس دن بھی روک پڑنے کے عموماً آثار ظاہر ہو رہے تھے۔ دس بج گئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے کہا کہ وہ جو انتظام تھا اب تو لگتا ہے کہ مشکل ہے۔ لیکن حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ میرے ذہن میں یہ بعد گیارہ کا الہام تھا اور مَیں سمجھتا تھا کہ شاید گیارہ بجے کے بعد ہو۔ چنانچہ اچانک اللہ تعالیٰ نے سامان پیدا فرمائے اور وہ سب کچھ بھی اچانک ہوگیا اور گیارہ بجے کے بعد انتظامات مکمل ہوگئے۔

(ماخوذ از الفضل 31 جولائی 1949ء جلد نمبر 3 شمارہ 174 صفحہ 5-6)

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666 02086 721 738
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

اور یہ تاریخی ہجرت جو قادیان سے پاکستان کی طرف ہوئی وہ واقع ہوئی۔

لیکن اور رنگ میں بھی کئی جگہ یہ الہام پورا ہو چکا ہے۔ یہ ڈکٹیٹر ہی جو احمدیت کو ختم کرنا چاہتا تھا، احمدیت کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکنا چاہتا تھا، اُس کی حکومت خود جڑ سے اُکھڑ گئی اور عین گیارہ سال کے بعد اُکھڑ گئی۔

بعض اَور بھی مواقع ہیں جیسا کہ مَیں نے کہا جس پر یہ الہام چسپاں ہو سکتا ہے، لیکن پیشگوئیاں، الہامات بار بار پورے ہوتے ہیں۔ اس لئے مزید اور واضح اور روشن نشانوں کی ہمیں امید رکھنی چاہئے۔

لیکن یہ بھی یاد رکھیں کہ اس الہام کے ساتھ فارسی کا یہ الہام بھی لکھا ہے کہ ؎

بر مقام فلک شدہ یاربّ — گر امیدے دہم مدار عجب

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ ’’(خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تیری دُہائی اب آسمان پر پہنچ گئی ہے اب مَیں اگر تجھے کوئی امید اور بشارت دوں تو تعجب مت کر۔ میری سنت اور موہبت کے خلاف نہیں) بعد 11 انشاء اللہ۔ (فرمایا اس کی تفہیم نہیں ہوئی)۔ (تذکرہ صفحہ نمبر 327 ایڈیشن چہارم 2004ء مطبوعہ ربوہ)

پس یہاں پھر دعا کا مضمون بیان ہوا ہے کہ دہائی آسمان پر پہنچنا۔ ہمیں بڑی شدت سے دعاؤں کی طرف توجہ کرنی چاہئے جیسا کہ پہلے میں نے کہا۔ مَیں نے اس لئے دعاؤں کی طرف توجہ دلائی تھی کہ اس شدت سے دعائیں کریں کہ دہائی کی طرح آسمان پر پہنچنے والی دعائیں ہوں اور عرش کے پائے ہلیں اور پھر ہم انشاء اللہ تعالیٰ فتوحات کے جلد نظارے دیکھیں اور دشمن کو نگوسار دیکھیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی پہلے سے بڑھ کر دعاؤں کی توفیق عطا فرمائے۔

نمازوں کے بعد آج بھی مَیں دو نمازِ جنازہ غائب پڑھاؤں گا۔ ایک تو ہمارے قادیان کے درویش مکرم چوہدری محمد صادق صاحب ننگلی ابن مکرم وریام دین صاحب ننگلی کا ہے۔ یہ 29 اکتوبر کو گر گئے تھے اور کولہے کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ دل کی تکلیف بھی تھی۔ علاج وغیرہ ہوتا رہا لیکن بہر حال پانچ نومبر کو ان کی وفات ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ حضرت مصلح موعودؓ نے جب درویشی کی تحریک کی تو آپ ابھی چھوٹے تھے لیکن آپ نے اس تحریک پر بڑے اخلاص کے ساتھ لبیک کہا اور آخر دم تک پوری وفا کے ساتھ اس عہد کو نبھایا۔ آپ مرکزی دفاتر میں خدمت بجا لاتے رہے۔ علاوہ ازیں قادیان میں جماعت کی بہت سی ایسی زمینیں جو غیر ہموار تھیں، اُنہیں ہموار کرنے کی بھی توفیق پائی۔ آپ ایک ہمدرد، ذہین اور مخلص کارکن تھے۔ آپ کو خدمتِ خلق کا بہت شوق تھا۔ دودھ، سبزیاں، پھل اور اناج وغیرہ چونکہ گھر کا ہوتا تھا اس لئے آپ مختلف گھروں میں بلا معاوضہ کچھ نہ کچھ روزانہ بھجوایا کرتے تھے۔ جلسہ سالانہ قادیان پر آنے والوں مہمانوں کا بھی بہت خیال رکھتے تھے۔ اُن کے آرام اور کھانے پینے کے لئے اپنی طاقت سے بڑھ کر خرچ کیا کرتے تھے۔ انتہائی ملنسار، غریب پرور، صابر و شاکر، صوم و صلوۃ کے پابند مخلص انسان تھے۔ اولاد کی بہترین رنگ میں تربیت فرمائی۔ موصی تھے۔ ان کے پسماندگان میں چار بیٹے ہیں جو ان کی یادگار ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم ڈاکٹر محمد عارف صاحب جو افسر جلسہ سالانہ اور ناظر بیت المال خرچ تھے گزشتہ سال وفات پا گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔

دوسرا جنازہ مکرم احمد یوسف الخابوری صاحب شہید کا ہے۔ یہ شام کے عرب دوست ہیں۔ انہیں گزشتہ ماہ شہید کر دیا گیا۔ آجکل جو وہاں فساد ہو رہے ہیں اُس میں یہ شہید ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کا واقعہ اس طرح پیش آیا کہ 31/اکتوبر کو عصر کے وقت کام سے گھر آ رہے تھے۔ جس علاقے سے انہوں نے گزرنا تھا وہ نہایت فساد زدہ علاقہ ہے جہاں وقتاً فوقتاً گولی چلتی رہتی ہے۔ شہید مرحوم ذرا اونچا سنتے تھے۔ بعض لوگوں نے ان کو اس طرف سے گزرنے سے منع کیا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اونچا سننے کی وجہ سے ان کی بات نہیں سمجھ پائے اور وہاں سے گزر گئے۔ جب جا رہے تھے تو ان کے سر میں گولی لگی اور موقع پر ہی شہید ہو گئے۔ 1976ء میں پیدا ہوئے تھے اور پرائمری تک معمولی تعلیم تھی۔ محنت مزدوری کرتے تھے۔ ابھی شادی نہیں ہوئی تھی۔ دس سال سے زیادہ عرصہ قبل انہیں احمدیت کی تبلیغ پہنچ چکی تھی تاہم بیعت کی توفیق انہیں گزشتہ سال نومبر میں، تقریباً ایک سال پہلے ملی۔ شہید مرحوم کے ایک بھانجے مکرم یونس صاحب بیان کرتے ہیں کہ مرحوم مجھ سے جماعت کے بارے میں بڑی مؤثر گفتگو کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ان کی باتیں سن کر میں نے ان سے پہلے بیعت کر لی لیکن انہیں ایک ماہ بعد بیعت کی توفیق ملی۔ اسی طرح مرحوم کی بہن اور بھانجیوں نے بھی ان کی تبلیغ سے بیعت کر لی۔ شہید مرحوم بیعت سے قبل علوی فرقے سے تعلق رکھتے تھے اور باوجودیکہ ان پر بڑا پریشر تھا انہوں نے بڑے اخلاص اور صدق سے بیعت کی۔ جماعت کے ہر پروگرام میں شامل ہوتے تھے۔ مرحوم بڑے اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ طبیعت میں سادگی اور دوسروں کی مدد کا جذبہ نمایاں تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے، مغفرت کا سلوک فرمائے۔ ان دونوں کے جنازے جمعہ کے بعد انشاء اللہ ہوں گے۔

بقیہ: پاکستان میں احمدیوں کو تدفین کے مسائل
از صفحہ نمبر 16

عام قبرستان میں احمدی کی تدفین روک دی گئی

جلال پور جٹاں، ضلع گجرات: مکرم مرزا سلطان احمد صاحب کی وفات اس گاؤں میں ماہ اگست 2010ء میں ہوئی۔ آپ کی وصیت کے مطابق آپ کی تدفین گاؤں کے مقامی قبرستان میں ہونے لگی تو مقامی احمدیت مخالف گروپ نے تدفین میں روکیں ڈالنے شروع کیں تو جھگڑے کی صورت پیدا ہوگئی۔ پولیس کو اطلاع ہوئی تو اس نے دونوں پارٹیوں کو حوالات میں ڈال دیا۔ ایس ایچ او نے مرحوم کے بیٹے کو ''ہمدردانہ نصیحت'' کی کہ جھگڑا ختم کرو اور اپنے والد کو قبرستان سے ملحق اپنی ذاتی زمین میں دفن کردو۔ مگر مرزا سلطان صاحب کے بیٹے نے نہایت حکمت سے فیصلہ کیا اور اپنے مرحوم والد کی میت لیکر ربوہ پہنچ گئے جہاں ان کی تدفین ہوئی۔

مگر چند روز بعد ہی موخر الذکر فسادی گروپ نے ایک اور فتنہ کھڑا کر دیا یعنی مکرم مرزا سلطان احمد صاحب کے تقریباً ڈیڑھ سال قبل فوت ہونے والے بیٹے کی مقامی قبرستان میں موجود قبر کو اکھیڑنے کا منصوبہ بنایا۔ منصوبہ کی خبر ملتے ہی پولیس کو اطلاع کی گئی اور سپرنٹنڈنٹ آف پولیس سے رابطہ کیا گیا۔ ایس ایچ او نے گاؤں پہنچ کر خطبہ جمعہ کے بعد لوگوں سے خطاب کیا اور امن وامان خراب کرنے والوں کو ڈرایا، نیز نام لے کر گاؤں میں فتنہ وفساد پھیلانے والوں کو متنبہ کیا۔

ایس ایچ او کے بروقت اقدامات کے سبب گاؤں کی فضا معمول کی طرف لوٹ آئی۔

نومبائع کی تدفین کے مسائل

چک نمبر 97 گ ب۔ فیصل آباد، 16 اگست 2010ء: مکرم طاہر غنی صاحب ابن مکرم منور احمد خالد صاحب کی ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں مورخہ 15 اگست کو وفات ہوگئی۔ آپ کی میت گاؤں لائی گئی۔ آپ اپنی وفات سے چند ماہ قبل بیعت کر چکے تھے۔ آپ کے کچھ رشتہ دار تو احمدی ہیں مگر اکثریت غیر احمدی ہی ہیں۔ مقامی احمدیوں نے آپ کی تجہیز وتکفین کا انتظام کرنا چاہا تو غیر احمدی رشتہ داروں نے ایک فتنہ پرور مولوی کی باتوں میں آکر انہیں ایسا کرنے سے روک دیا۔ جس پر احمدی احباب گاؤں کے نمبردار اور دوسرے بڑے بوڑھوں سے ملے۔ وہاں یہ طے پایا کہ پہلے احمدی اپنے مرحوم بھائی کا جنازہ پڑھ لیں پھر غیر احمدی جنازہ اور تدفین کا فریضہ بجالائیں۔ جس پر اردگرد کے دیہات سے آئے ہوئے تقریباً ایک سو احمدی اپنے نومبائع بھائی کی نماز جنازہ ادا کرنے لگے تو غیر احمدیوں نے اپنی بات سے مکرتے ہوئے احمدیوں کو جنازہ پڑھنے سے روک دیا۔ احمدیوں نے مزاحمت دکھائی اور میت اپنے پاس رکھتے ہوئے نماز جنازہ ادا کرنے اور تدفین کرنے کا فیصلہ کیا۔ مگر صورت حال خراب ہی ہوتی چلی گئی کیونکہ مولوی نے گاؤں کا امن وامان برباد کر دینے کی دھمکی دی۔ جس پر احمدیوں نے اپنے جائز حق کو چھوڑتے ہوئے امن وامان کے قیام کو ترجیح دی۔

مگر کھلا تضاد تو ملاحظہ ہو، کہ یہی مرحوم جب تک زندہ سلامت رہا یہ مولوی اس کا معاشی مقاطعہ کرنے اور اس کی زندگی تلخ بنانے لئے لوگوں کو اکساتا رہا اور جب وہ مرحوم اس دنیا سے رخصت ہوگیا تو مولوی احمدیوں کو اپنے مرحوم بھائی کی نماز جنازہ ادا کرنے کی اجازت دینے کا بھی روادار نہیں۔ کسی نے سچ ہی کہا ہے کہ

دینِ مُلّاں فی سبیل اللہ فساد

تجہیز وتکفین کے حقوق سے محرومی

بھمبر (آزاد کشمیر) 11 اگست 2010ء: بھمبر جماعت کے ایک بزرگ رکن مکرم راجہ فرمان علی صاحب کی وفات مورخہ 11 اگست 2010ء کو ہوئی، آپ 1945ء سے جماعت کے ساتھ منسلک تھے۔

قریباً دس سال قبل آپ کے دو بیٹوں نے بھی بیعت کی تھی مگر وہ مخالفت کی تاب نہ لاتے ہوئے واپس جا ملے۔ البتہ مکرم راجا فرمان صاحب آخری دم تک اپنے ایمان پر ثابت قدم رہے۔

آپ کی وفات کے موقع پر جب احمدیوں نے تجہیز وتکفین کا انتظام کرنا چاہا تو آپ کے بیٹوں نے ایسا کرنے سے روک دیا، یوں احمدیوں کو اپنے ایک احمدی بھائی کی نماز جنازہ ادا کرنے کی بھی اجازت نہ مل سکی۔

تدفین کے موقع پر ناواجب رویہ

چک 32/2R ضلع اوکاڑہ، اکتوبر 2010ء: اس گاؤں میں صرف دو احمدی گھرانے آباد ہیں جو گاؤں والوں کے ساتھ امن وآشتی کے ساتھ رہ رہے ہیں۔ مگر فساد کی کمائی کھانے والے مولوی کو یہ امن راس نہ آیا اور اس نے دراڑیں ڈالنے کے لئے بھی وہ موقع چنا جو عام طور پر ہمدردی اور تعزیت کے جذبات کے لئے خاص ہوا کرتا ہے۔

مورخہ 4 اکتوبر 2010ء کو یہاں ایک مقامی احمدی مکرم رانا مسعود احمد صاحب کی وفات ہوگئی۔ گاؤں کی عام روایت کے تحت آپ کی وفات کا اعلان بھی مقامی مسجد کے لاؤڈ سپیکر سے کیا گیا۔ جس پر گاؤں والے تعزیت کرنے اور ہمدردی کرنے مرحوم کے گھرانے میں آنے لگے۔ پھر گھر کے اندر ہی نماز جنازہ ادا کی گئی جس میں کئی غیر احمدی بھی شامل ہوئے، سب کچھ بالکل ٹھیک ٹھیک چل رہا تھا کہ مُلّاں کے کان میں بھنک پڑ گئی۔

اس مولوی نے چار دن بعد جمعہ کے خطبہ میں اس موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کیا اور احمدیت اور احمدیوں کے بارہ میں نہایت منفی پروپیگنڈہ کیا۔ قانون شکنی کرتے ہوئے گالی گلوچ سے کام لیا۔ اور عبادت کے لئے جمع ہونے والوں کو اکسایا کہ وہ اعلان کریں کہ فلاں قادیانی ،کتا مر گیا ہے، مولوی نے مرحوم کو کافر کا ''درجہ'' دیا۔ اور عام فتویٰ جاری کیا کہ جنہوں نے اس احمدی کے جنازہ میں شمولیت اختیار کی تھی وہ بھی کافر ہیں اور ان کے نکاح فسخ ہو چکے ہیں۔

یقیناً یہ ساری صورت حال احمدیوں کے واسطے باعث تشویش تھی۔ مکرم رانا مبشر صاحب نے احمدیوں کی طرف سے مقامی مسجد کمیٹی سے مل کر مولوی کے طرزِ عمل پر احتجاج کیا۔ تمام ذی شعور لوگوں نے اقرار کیا کہ مولوی کا عمل خلافِ تعلیمِ اسلام ہے نیز یہ رویہ تو شائستگی، وقار اور انسانی ہمدردی کے اخلاق سے بھی متصادم ہے۔ اور مسجد کمیٹی مولوی سے اس بابت پوچھ گچھ بھی کرے گی۔

بعد ازاں احمدیوں کو بتایا گیا کہ مولوی کی گرفت کی گئی تو اس نے اپنے کئے پر ندامت ظاہر کی ہے۔ گاؤں کے کئی سمجھدار لوگوں کا مطالبہ ہے کہ چونکہ مولوی نے لاؤڈ سپیکر پر بدزبانی کی ہے لہٰذا اپنی معذرت بھی لاؤڈ سپیکر پر کرے۔

لیکن معزز قارئین!! دن دہاڑے ایک نہتے انسان کو سرکاری بندوق کی گولیوں سے چھلنی کرنے کے جرم کے مرتکب، خونی ممتاز قادری کو عوامی جلسوں میں ''مثالی نمونہ'' قرار دینے والی قوم کو کسی بھی آسمانی مصلح سے کہیں پہلے نفسیاتی امراض کے ایک ماہر معالج کی شدید ضرورت ہے۔

✡✡✡✡✡✡

سوال وجواب

ذیل میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں کئے گئے بعض سوالات اور ان کے جوابات احباب کے استفادہ کے لئے پیش ہیں۔

دسویں محرّم کو شربت اور چاول کی تقسیم

✿ ...... قاضی ظہور الدین صاحب اکمل نے سوال کیا کہ محرّم کی دسویں کو جو شربت اور چاول وغیرہ تقسیم کرتے ہیں اگر یہ لِلّٰہ بہ نیت ایصالِ ثواب ہو تو اس کے متعلق حضور کا کیا ارشاد ہے؟

فرمایا: ایسے کاموں کے لئے دن اور وقت مقرر کر دینا ایک رسم وبدعت ہے اور آہستہ آہستہ ایسی رسمیں شرک کی طرف لے جاتی ہیں۔ پس اس سے پرہیز کرنا چاہئے کیونکہ ایسی رسموں کا انجام اچھا نہیں۔ ابتداء میں اسی خیال سے ہو مگر اب تو اس نے شرک اور غیر اللہ کے نام کا رنگ اختیار کر لیا ہے۔ اس لئے ہم اسے ناجائز قرار دیتے ہیں۔ جب تک ایسی رسوم کا قلع قمع نہ ہو عقائد باطلہ دور نہیں ہوتے۔

روزۂ وصال

✿ ...... ایک شخص کا سوال حضرت کی خدمت میں پیش ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے دن روزہ رکھنا ضروری ہے یا کہ نہیں؟

فرمایا: ضروری نہیں ہے۔

روزۂ محرّم

✿ ...... اسی شخص کا سوال پیش ہوا کہ محرّم کے پہلے دس دن کا روزہ رکھنا ضروری ہے یا کہ نہیں؟

فرمایا: ضروری نہیں ہے۔

جھنڈ یا بودی

جھنڈ یعنی بودی رکھی جاتی ہے اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

فرمایا: ناجائز ہے۔ ایسا نہیں چاہئے۔

محرّم پر تابوت کا بنانا

اسی شخص کا سوال پیش ہوا کہ محرّم پر جو لوگ تابوت بناتے ہیں اور محفل کرتے ہیں اس میں شامل ہونا کیسا ہے؟

فرمایا: ''گناہ ہے''۔

(ملفوظات جلد پنجم۔ ایڈیشن 2003ء۔ صفحہ 168-169)

✿✿✿✿✿✿✿

حضرت امام حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے ثناخواں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

''ہم تو دونوں کے ثناخواں ہیں۔ اصلی بات یہ ہے کہ ہر شخص کے جدا جدا قویٰ معلوم ہوتے ہیں۔ حضرت امام حسنؓ نے پسند نہ کیا کہ مسلمانوں میں خانہ جنگی بڑھے اور خون ہوں۔ انہوں نے امن پسندی کو مدنظر رکھا اور حضرت امام حسینؓ نے پسند نہ کیا کہ فاسق فاجر کے ہاتھ پر بیعت کروں کیونکہ اس سے دین میں خرابی ہوتی ہے۔ دونوں کی نیت نیک تھی۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ''۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 579-580 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

✿✿✿✿✿✿✿

حضرت امام حسینؓ کی شہادت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

''امام حسینؓ کو دیکھو کہ ان پر کیسی کیسی تکلیفیں آئیں۔ آخری وقت میں جو ان کو ابتلاء آیا تھا کتنا خوفناک ہے۔ لکھا ہے کہ اس وقت ان کی عمر ستاون برس کی تھی اور کچھ آدمی ان کے ساتھ تھے۔ جب سولہ یا سترہ آدمی ان کے مارے گئے اور ہر طرح کی گھبراہٹ اور لاچاری کا سامنا ہوا تو پھر ان پر پانی کا پینا بند کر دیا گیا۔ اور ایسا اندھیر مچایا گیا کہ عورتوں اور بچوں پر بھی حملے کئے گئے اور لوگ بول اٹھے کہ اس وقت عربوں کی حمیت اور غیرت ذرا بھی باقی نہیں رہی۔ اب دیکھو کہ عورتوں اور بچوں تک بھی ان کے قتل کئے گئے اور یہ سب کچھ درجہ دینے کے لئے تھا''۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 336۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

✿✿✿✿✿✿✿

دعاؤں کی عادت ڈالیں اور یہی روح اپنی اولاد میں بھی پیدا کریں۔

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

محرّم میں کثرت سے درود پڑھیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

محرم کے دن شروع ہو چکے ہیں اور اس عرصے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آل پر کثرت سے درود پڑھنا چاہئے۔ مسلسل درود پڑھنا تو انسان کی فطرت ثانیہ ہو جانا چاہئے مگر محرّم کے دردناک ایام کے تصور سے درود میں زیادہ درد پیدا ہو جاتا ہے۔ پس اس بات کو نہ بھولیں۔ سفر میں حضر میں جب توفیق ملے، جب ذہن اس طرف فارغ ہو جائے یعنی درود پڑھنے کے لئے مرکوز ہو سکے اس وقت دل کی گہرائی سے اور محرم کے تصور سے دل کے درد کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آل پر درود بھیجا کریں۔ (الفضل 29/ جون 1999ء)

بقیہ: رپورٹ دورہ یورپ از صفحہ نمبر 2

کا انتظام مسجد کے مردانہ ہال میں کیا گیا تھا۔

پونے چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تشریف لائے۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم دانیال احمد نے پیش کی اور اس کا اردو ترجمہ عزیزم نعمان احمد انور نے پیش کیا۔

بعد ازاں عزیزم نعمان احمد انور نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ذیل حدیث پیش کی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کیا تم سمجھتے ہو کہ اگر کسی کے دروازے کے پاس سے نہر گزر رہی ہو اور وہ اس میں دن میں پانچ بار نہائے تو اس کے جسم پر کوئی میل رہ جائے گی؟ صحابہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کوئی میل نہیں رہے گی۔ آپؐ نے فرمایا: یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے، اللہ تعالیٰ اُن کے ذریعے گناہ معاف کرتا ہے اور کمزوریاں دُور کر دیتا ہے۔

اس کے بعد عزیزم فراز احمد نے نماز کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا درج ذیل اقتباس پیش کیا:

آپؑ فرماتے ہیں: ’’نماز کیا چیز ہے۔ نماز اصل میں ربّ العزّت سے دعا ہے جس کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔ اور نہ عافیت اور خوشی کا سامان مل سکتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ اس پر اپنا فضل کرے گا اس وقت اسے حقیقی سرور اور راحت ملے گی۔ اس وقت سے اس کو نمازوں میں لذّت اور ذوق آنے لگے گا۔ جس طرح لذیذ غذاؤں کے کھانے میں مزہ آتا ہے۔ اسی طرح پھر گریہ اور پکار کی لذّت آئے گی۔ اور یہ حالت جو نمازی کی ہے پیدا ہو جائے گی۔ اس سے پہلے جیسے کڑوی دوا کو کھاتا ہے تا کہ صحت حاصل ہو اسی طرح اس بے ذوقی نماز کو پڑھنا اور دعائیں مانگنا ضروری ہے۔ اس بے ذوقی کی حالت میں یہ فرض کر کے کہ اس سے لذّت اور ذوق پیدا ہو یہ دعا کرے کہ: ’’اے اللہ! تُو مجھے دیکھتا ہے کہ مَیں کیسا اندھا اور نابینا ہوں اور مَیں اس وقت بالکل مردہ حالت میں ہوں۔ مَیں جانتا ہوں کہ تھوڑی دیر کے بعد مجھے آواز آئے گی تو مَیں تیری طرف آ جاؤں گا، اُس وقت مجھے کوئی روک نہ سکے گا لیکن میرا دل اندھا اور ناشناسا ہے۔ تُو ایسا شعلہ نور اس پر نازل کر کہ تیرا اُنس اور شوق اس میں پیدا ہو جائے۔ تُو ایسا فضل کر کہ مَیں نابینا نہ اٹھوں اور اندھوں میں نہ جاملوں‘‘۔

’’جب اس قسم کی دعا مانگے گا اور اس پر دوام اختیار کرے گا تو وہ دیکھے گا کہ ایک وقت اس پر ایسا آئے گا کہ اس بے ذوقی کی نماز میں ایک چیز آسمان سے اس پر گرے گی جو رقّت پیدا کر دے گی۔‘‘

(ملفوظات جلد چہارم۔ صفحہ 322-321)

بعد ازاں سات بچوں پر مشتمل ایک گروپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عربی قصیدہ

يَا عَيْنَ فَيضِ اللّٰهِ وَالْعِرْفَانِ   يَسْعٰى اِلَيْکَ الْخَلْق کَالظَّمْاٰنِ

سے منتخبہ دس اشعار پیش کئے۔

اس کے بعد عزیزم ابرار احمد نے نماز کے قیام اور اس کی اہمیت کے بارہ میں تقریر کی اور اپنی اس تقریر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درج ذیل اقتباسات پیش کئے:

اہمیت نماز کے سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’جو شخص خدا تعالیٰ سے ملنا چاہتا ہے اور اس کے دربار میں پہنچنے کی خواہش رکھتا ہے اس کے واسطے نماز ایک گاڑی ہے جس پر سوار ہو کر وہ جلد تر پہنچ سکتا ہے۔ جس نے نماز ترک کر دی وہ کیا پہنچے گا‘‘۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 255)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’نماز فواحش اور برائیوں سے بچاتی ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ باوجود نماز پڑھنے کے پھر بدیاں کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ نماز پڑھتے ہیں مگر نہ روح اور راستی کے ساتھ۔ وہ صرف رسم اور عادات کے طور پر ٹکریں مارتے ہیں۔ ان کی روح مُردہ ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد نہم۔ صفحہ 8)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’یہ دین کو درست کرتی ہے۔ اخلاق کو درست کرتی ہے۔ دنیا کو درست کرتی ہے۔ نماز کا مزا دنیا کے ہر مزے پر غالب ہے۔ لذاتِ جسمانی کے لئے ہزاروں خرچ ہوتے ہیں اور پھر ان کا نتیجہ بیماریاں ہوتی ہیں۔ اور یہ مفت کا بہشت ہے جو اسے ملتا ہے۔ قرآن شریف میں دو جنتوں کا ذکر ہے ایک ان میں سے دنیا کی جنت ہے اور وہ نماز کی لذت ہے۔‘‘ (البدر۔ 8 مارچ 1904ء)

بعد ازاں عزیزم سید منصور احمد نے ’’ہم احمدی مسلمان کیوں ہیں؟‘‘ کے عنوان پر اپنا مضمون پیش کیا۔ مضمون پیش ہونے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اچھا مضمون تیار کر لیا ہے۔

نوجوانوں اور نئی نسل کے بچوں کے لئے یہ مضمون بہت اہم ہے۔ یہ مضمون مکمل طور پر دیا جا رہا ہے تا کہ نوجوان، بچے اور بچیاں اور احمدیت میں نئے داخل ہونے والے اس سے استفادہ کر سکیں۔

ہم احمدی مسلمان کیوں ہیں

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر جہاں امّت مسلمہ کے عروج کے بارے میں عظیم الشان پیش خبریاں دی تھیں وہاں آخری زمانہ میں امّت مسلمہ پر آنے والے تنزّل کی بھی بڑے واضح الفاظ میں پیشگوئی فرمائی تھی۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امّت پر ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ اسلام صرف نام کا رہ جائے گا اور قرآن صرف الفاظ میں رہ جائے گا۔ ان کی مسجدیں بظاہر آباد ہوں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی۔ ان کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔ (مشکوٰۃ کتاب العلم، فصل الثالث صفحہ 38)

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ’’آخری زمانہ میں عابد جاہل ہوں گے اور قاری فاسق ہوں گے۔ مسجدوں میں شور ہوگا۔ عالم اس لئے علم سیکھیں گے کہ روپیہ کما سکیں۔ قرآن کو تجارت ٹھہراویں گے۔ لوگ مسجدوں میں بیٹھ کر دنیا کی باتیں کریں گے۔ خطباء بہت ہوں گے۔ امر بالمعروف کم ہوں گے، بے گناہ قتل ہوں گے‘‘۔ (اقتراب الساعۃ صفحہ 38)

ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں امّت کے تنزّل کی پیشگوئی فرمائی تھی وہاں آپؐ نے امّت مسلمہ کو یہ خوشخبری بھی دی تھی کہ اس تنزّل کے بعد پھر میری امّت پر بہار کا زمانہ آئے گا اور اسلام اپنی کھوئی ہوئی شان و شوکت کو پھر حاصل کرے گا۔ فرمایا: ’’كَيْفَ تَهْلِکُ اُمَّةٌ اَنَا اَوَّلُهَا وَ عِيْسٰى ابْنُ مَرْيَمَ اٰخِرُهَا‘‘ (کنز العمال جلد 7 صفحہ 203)

کہ میری امّت کبھی تباہ نہیں ہو سکتی جس کے اوّل میں خدا نے مجھے بھیجا اور جس کی حفاظت اور حمایت کے لئے آخر میں مسیح ابن مریم آئے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے یہ بھی واضح ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود کا آنا ایسے زمانہ میں مقدّر تھا جو امّت محمدیہ کے لئے انتہائی خطرناک زمانہ تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انذاری پیشگوئی کے مطابق تمام علامات ظاہر ہو چکی ہیں اور ان ہی ایام میں مسیح موعود کے ظہور کی خبر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔

چنانچہ 23 مارچ 1889ء میں حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بنیاد رکھی اور اللہ تعالیٰ سے اذن پا کر اعلان کیا کہ اس آخری زمانہ میں آنے والا مسیح اور مہدی مَیں ہی ہوں اور مَیں ہی وہی مسیح اور مہدی ہوں جس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ’’خدا تعالیٰ نے زمانہ کی موجودہ حالت کو دیکھ کر اور زمین کو طرح طرح کے فسق اور معصیت اور گمراہی سے بھرا ہوا پا کر مجھے تبلیغ حق اور اصلاح کے لئے مامور فرمایا‘‘۔ (تذکرۃ الشہادتین۔ صفحہ 1)

پس آج ہم اسی لئے احمدی ہیں کہ اس آخری زمانہ میں آنے والے مسیح موعود علیہ السلام کو ہم نے پہچانا ہے۔ خدا تعالیٰ نے ہمارے آباؤ اجداد کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند کو پہچاننے کی توفیق دی اور انہوں نے حضرت اقدس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام آپؐ کے روحانی فرزند مہدی علیہ السلام تک پہنچایا اور آج دنیا کے سارے احمدی مشرق اور مغرب میں رہنے والے، شمال اور جنوب میں رہنے والے تمام کے تمام دن رات اس کوشش میں مصروف ہیں کہ ساری دنیا کو بتایا جائے کہ ہم احمدی کیوں ہیں اور احمدیت کیا چیز ہے۔ تا لوگ اپنی نجات کا راستہ تلاش کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر لبیک کہتے ہوئے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو آپؐ کا سلام پہنچائیں اور آخرین کی جماعت میں شامل ہو کر اَللّٰهُ اَکْبَرْ اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰه کے نعروں سے اس زمین پر ارتعاش پیدا کر دیں۔

ہم احمدی اس لئے ہیں کہ ہم نے احمدی ہو کر زندہ خدا کو پایا۔ ہم نے اتحاد و یگانگت کا درس سیکھا۔ ہم نے اللہ کی راہ میں ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے اپنے آپ کو تیار کیا۔ ہم نے عبادت کے گُر سیکھے، ہم نے محبت کرنا سیکھا۔ ہم نے خلافت کی عظیم الشان نعمت کو پایا اور دنیا کو درس دیا کہ محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں۔ ہم ہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ ’’كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ‘‘ (آل عمران: 111)۔

پس ہم احمدی کیوں ہیں۔ ہم احمدی اس لئے ہیں کہ ہم نے تمام دنیا کو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کرنا ہے۔ ہم نے زمین کے چپّہ چپّہ پر انسانوں کو باخدا انسان بنانا ہے اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں لانا ہے۔ یہ ہے ہمارا کام۔ اسی لئے ہم احمدی ہیں کہ ہم نے ظلم و استبداد کو ختم کر کے ہر طرف امن پیار محبت کے نعرے بلند کرنے ہیں۔ پس آج روئے زمین پر جماعت احمدیہ ہی ایک ایسی جماعت ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ خلافت موجود ہے جس کی برکت سے اتحاد و یکجہتی کی عظیم نعمت ہم احمدیوں کو حاصل ہے اور ہم احمدی ہی ہیں جو ساری دنیا میں خلافت کے سائے تلے دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کرتے چلے جا رہے ہیں۔ اور دنیا کی کوئی طاقت ہمیں ناکام نہیں کر سکتی کیونکہ ہم احمدیوں کی تمام ترقیات، تمام عزتیں اور ہمارا جینا مرنا، اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا غرض کہ ہماری ہر حرکت خلافت احمدیہ سے وابستہ ہے۔ ہم احمدیوں کو خدا نے ایک آقا عطا فرمایا ہے جو خدا کا محبوب خلیفہ ہے۔ ہم احمدیوں کو اپنی جان سے زیادہ پیارے خلیفہ کے ساتھ ایسا گہرا تعلق ہے کہ ہم اپنے آقا کے ایک ادنیٰ اشارے پر اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ہماری ہر تکلیف ہر دکھ میں ہمارے حضور ہمارے ساتھ ہوتے ہیں، ہمارے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ ہمیں جب کوئی مصیبت ہو، پریشانی ہو، ہم اسی وقت پیارے آقا کی خدمت اقدس میں دعا کے لئے لکھتے ہیں اور پھر ہمیں اللہ کی طرف سے ایک سکون نصیب ہوتا ہے اور ہماری تمام پریشانیاں دُور ہو جاتی ہیں کیونکہ پیارے آقا ہر احمدی کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: ’’تمہارے لئے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا ہے اور تمہاری محبت رکھنے والا اور تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا اور تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا اور تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا۔ تمہارا اسے فکر ہے، درد ہے اور وہ تمہارے لئے اپنے مولیٰ کے حضور دعائیں کرنے والا ہے۔ تمہارا اسے فکر ہے، درد ہے اور وہ تمہارے لئے اپنے مولیٰ کے حضور تڑپتا ہے‘‘۔ (برکات خلافت)

بعد ازاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منظوم کلام

اک نہ اک دن پیش ہوگا تُو فنا کے سامنے   چل نہیں سکتی کسی کی کچھ قضا کے سامنے

عزیزم اسامہ جمیل نے خوش الحانی سے پیش کیا۔

اس نظم کے بعد دو بچوں نے مل کر ناروے کے شمالی علاقہ Nordkapp پر ایک معلوماتی مضمون پیش کیا۔

واقفینِ نَو بچوں کو حضور کی نصائح

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے واقفین نو بچوں سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا: آپ لوگوں نے بڑے اچھے عناوین چنے ہیں۔ پہلے نماز کی اہمیت کے بارہ میں مضمون تھا۔ لیکن مَیں نے جائزہ لیا ہے مضمون تو پڑھ لیتے ہیں لیکن جب پوچھا جائے کہ پانچ نمازیں کس کس نے پڑھی ہیں تو بہت کم ہوتے ہیں پڑھنے والے۔ نمازوں میں سستی کرتے ہیں۔ صرف مضمون پڑھنے سے فرض پورا نہیں ہو جاتا۔

حضور انور نے فرمایا کہ واقفین نو کو اپنا جائزہ لیتے رہنا چاہئے۔ سونے سے قبل اپنا جائزہ لیں کہ کیا ہم نے پانچ نمازیں ادا کر لی ہیں۔ اس طرح آپ کو خود پتہ لگ جائے گا کہ ہم کس حد تک پابندی کر رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: نماز برائی سے روکتی ہے لیکن بہت سے نمازیں پڑھنے والے ایسے لوگ ہیں، مسلمانوں کے بچے ہیں جو آ کر مسجد پر پتھر، گند اور گندے پمفلٹ وغیرہ پھینک جاتے ہیں۔ اب ان کو نماز برائی سے نہیں روک رہی۔ اللہ تعالیٰ نے تو یہ فرمایا ہے کہ خالص ہو کر میرے پاس آؤ۔ مَیں تمہارا ہر کام، ہر فعل دیکھ رہا ہوں۔ ہر حرکت دیکھ رہا ہوں۔ تو صاف دل اور خلوص نیت کے ساتھ پڑھی جانے والی نمازیں برائیوں سے روکتی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: جن کاموں سے منع کیا ہے اُن سے رُک جاؤ تو تب فائدہ ہوگا۔ کسی کی تقریر کرنے، یا ایک سال بعد مضمون پڑھنے پر فائدہ نہیں ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا: جو دس سال سے اوپر ہیں ان سب پر نماز فرض ہے۔ اگر وہ نماز نہیں پڑھتے اور ان کے ماں باپ ان کو جگاتے ہیں اور یہ آگے سے ہُوں ہاں کر کے سو جاتے ہیں تو یہ غلط چیز ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اتنے رحمدل تھے

کہ آپ سے کسی کی کوئی تکلیف برداشت نہ ہوتی تھی تو آپ نے ایک موقع پر فرمایا کہ جولوگ نمازوں پر نہیں آتے، میرا دل چاہتا ہے کہ لکڑیوں کا ایک گٹھا لوں اور اُن کے گھروں کو آگ لگادوں۔ اُس زمانہ میں بھی بعض لوگ مسجد میں نہیں آتے تھے۔ مجلسیں لگاتے تھے تو نمازیں رہ جاتی تھیں۔ آج کل بھی TV ہے، ڈرامے ہیں، انٹرنیٹ ہے، رات دیر تک یہ چیزیں دیکھتے رہتے ہیں اور پھر فجر پر آنکھ نہیں کھلتی۔

حضور انور نے فرمایا کہ آپ سب کو ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ آپ وہ لوگ ہیں جن کے ماں باپ نے پیدائش سے قبل وقف کیا تھا تاکہ جماعت کو خوبصورت تحفہ پیش کریں جو جماعت کی خدمت کرنے والا ہو۔ قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرنے والا ہو۔ اگر یہ احساس آپ لوگوں میں پیدا نہیں ہوتا، اگر یہ جذبہ پیدا نہیں ہوتا تو وقف نو کے ٹائٹل لگ جانے سے تو کوئی فائدہ نہیں۔

حضور انور نے فرمایا: دوسرا مضمون یہ پڑھا گیا ہے کہ ہم احمدی کیوں ہیں؟ اصل یہ ہے کہ آپ اپنے عملی نمونے دکھائیں۔ آپ کے باپ، دادا کو توفیق مل گئی، والدین کو توفیق مل گئی تو انہوں نے مان لیا، لیکن وقف نو میں سے تو کوئی ایسا نہیں ہوسکتا جس نے قبول کیا ہو۔ پس یہ احسان جو ماں باپ، باپ دادا کا ہے ہمیشہ یاد رکھیں کہ انہوں نے احمدیت قبول کی اور احمدیت پر قائم رہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہمیں ان نمونوں پر چلنا ہوگا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرمائے۔ عرب کے بگڑے ہوئے لوگ چور تھے، ڈاکو تھے، قاتل تھے، شرابی تھے لیکن وہ ایسے نیک بن گئے کہ ہر برائی چھوڑ دی اور سچائی کو ایسا اختیار کرلیا کہ ان کے ہر قول و فعل میں سچائی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو سچ نہیں بولتے اور جھوٹ بولتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو خدا پر یقین نہیں ہے۔ جھوٹ سے کام لینے والا شرک کرنے والا ہے، خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ سارے گناہ بخش سکتا ہوں لیکن شرک نہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ وقف نو والے گہرائی میں جا کر سوچیں کہ کس طرح ہم نے زندگی گزارنی ہے۔ کس طرح دین کا پیغام پہنچانا ہے۔ بہت سارے ایسے ہیں جو جامعہ میں نہیں جاسکیں گے اور دوسرے فیلڈز میں جائیں گے۔ آپ نے پڑھائی مکمل کرکے اپنے آپ کو جماعت کے لئے پیش کرنا ہے۔ اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ نے جماعت سے یہ پوچھنا ہے کہ ہم نے اپنی پڑھائی مکمل کرلی ہے، اب ہمارے لئے کیا ہدایت ہے، ہم اپنے آپ کو جماعت کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ اس کے بعد مرکز آپ کو ہدایت دے گا کہ آپ نے آئندہ کیا کرنا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اگر کوئی یہ کہے کہ مَیں نے پائلٹ بننا ہے تو جماعت کو تو اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں اگر کسی کو بہت شوق ہے تو باقاعدہ اجازت لے لے۔ جب جماعت کے جہاز ہوں گے تو ضرورت ہوگی لیکن اب ضرورت نہیں ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے بزنس کرنا ہے۔ لیکن اس کا فیصلہ خلیفۂ وقت کرے گا کہ آیا آپ نے جماعت کی خدمت کرنی ہے یا کوئی دوسرا کام کرنا ہے، کس کمپنی میں کام کرنا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: ہر لیول پر آپ کو پوچھنا چاہئے کہ کیا کرنا ہے۔ جماعت کو ڈاکٹرز، ٹیچرز، انجینئرز، میڈیا اور مختلف زبانوں میں ٹرانسلیشن کے کام کرنے والوں کی ضرورت ہے۔ آپ کو فائدہ اُسی تعلیم کا ہوگا جو جماعت کی مرضی سے آپ حاصل کریں گے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ناروے کے واقفین نو یاد رکھیں کہ اگر ان کے ذہن میں ہے کہ ناروے کے واقفین، ناروے میں ہی رہیں گے تو ایسا نہیں ہوگا۔ جہاں جماعت کو ضرورت ہوگی وہاں بھیج دیا جائے گا۔ اس چیز کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں۔

واقفین نو بچوں کی یہ کلاس چھ بج کر 40 منٹ پر ختم ہوئی۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ واقفات نو بچیوں کی کلاس شروع ہوئی۔

واقفاتِ نَو کے ساتھ کلاس

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزہ ندرت انور نے کی اور اس کا اردو ترجمہ قدسیہ عتیق نے پیش کیا۔

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ذیل حدیث صفیہ سحر قیصرانی نے پیش کی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اسماء بنت ابی بکرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس حالت میں آئیں کہ وہ باریک کپڑا پہنے ہوئے تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اعراض کیا اور فرمایا: اے اسماء! جب عورت بالغ ہوجائے تو اُس کے لئے مناسب نہیں کہ منہ اور ہاتھوں کے سوا اُس کے بدن کا کوئی اَور حصہ نظر آئے۔

بعد ازاں پردہ سے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا درج ذیل اقتباس عزیزہ سحر طارق نے پیش کیا:

’’یورپ کی طرح بے پردگی پر بھی لوگ زور دے رہے ہیں لیکن یہ ہرگز مناسب نہیں۔ یہی عورتوں کی آزادی فسق و فجور کی جڑ ہے۔ جن ممالک نے اس قسم کی آزادی کو روا رکھا ہے، ذرا اُن کی اخلاقی حالت کا اندازہ کرو۔ اگر اس کی آزادی اور بے پردگی سے ان کی عفت اور پاکدامنی بڑھ گئی ہے تو ہم مان لیں گے کہ ہم غلطی پر ہیں۔ لیکن یہ بات بہت ہی صاف ہے کہ جب مرد اور عورت جوان ہوں اور آزادی اور بے پردگی بھی ہو تو ان کے تعلقات کس قدر خطرناک ہوں گے۔ بدنظر ڈالنی اور نفس کے جذبات سے اکثر مغلوب ہوجانا انسان کا خاصہ ہے۔ پھر جس جہالت میں کہ پردہ میں بے اعتدالیاں ہوتی ہیں اور فسق و فجور کے مرتکب ہوجاتے ہیں تو آزادی میں کیا کچھ نہ ہوگا‘‘۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 104)

اس کے بعد عزیزہ بشریٰ بدر نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منظوم کلام

ہے عجب میرے خدا میرے پہ احساں تیرا — کس طرح شکر کروں اے میرے سلطاں تیرا

خوش الحانی سے پیش کی۔

بعد ازاں عزیزہ افرح فرحت نے ’’حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ، حضرت اماں جان کا انداز تربیت اور قیمتی نصائح‘‘ کے موضوع پر اپنا مضمون پیش کیا۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ نے حضرت امّاں جانؓ کی بچوں کی تربیت کے لئے جو نصائح بیان کی ہیں وہی اس مضمون میں شامل ہیں۔

حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ حضرت اماں جان کا انداز تربیت اور قیمتی نصائح

یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ ماں ہی اصل میں تربیت کا گہوارہ ہے۔ اس معاملے میں حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ کا وجود گرامی منفرد نظر آتا ہے۔ آپ نے اپنی ساری اولاد کی نہایت اعلیٰ رنگ میں تربیت فرمائی۔

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ فرماتی ہیں کہ ’’اصول تربیت میں مَیں نے اس عمر تک بہت مطالعہ خاص عام لوگوں کا کرکے بھی حضرت والدہ صاحبہ سے بہتر کسی کو نہیں پایا۔ آپ نے دنیوی تعلیم نہیں پائی سوائے معمولی اُردو خواندگی کے مگر جو آپ کے اصول اخلاق و تربیت کے ہیں اُن کو دیکھ کر یہی سمجھا کہ خاص خدا کے فضل اور خدا کے مسیح کی تربیت کے سوا اَور کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ سب کہاں سے سیکھا‘‘۔

آپ فرماتی تھیں کہ بچے پر ہمیشہ اعتبار اور پختہ اعتماد ظاہر کرنا چاہئے۔ جھوٹ سے نفرت اور غیرت وغناء آپ کا اوّل سبق ہوتا تھا۔ ہم لوگوں سے بھی آپ ہمیشہ یہی فرماتی تھیں کہ بچہ میں یہ عادت ڈالو کہ یہ کہنا مان لے پھر بے شک بچپن کی شرارت بھی آئے تو کوئی ڈر نہیں۔ جس وقت بھی روکا جائے گا، باز آجائے گا اور اصلاح ہوجائے گی۔ آپ فرماتیں کہ اگر ایک بار تم نے کہنا ماننے کی پختہ عادت ڈال دی تو پھر ہمیشہ اصلاح کی امید ہے۔ یہی آپ نے ہم لوگوں کو سکھا رکھا تھا اور کبھی ہمارے وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتا تھا کہ ہم والدین کی غیر موجودگی میں بھی اُن کی مرضی کے خلاف جاسکتے ہیں۔

حضرت اماں جان ہمیشہ فرماتی تھیں کہ میرے بچے جھوٹ نہیں بولتے اور یہی اعتبار تھا جو ہم کو جھوٹ سے بچاتا تھا بلکہ متنفر کرتا تھا۔ مجھے آپ کا سختی کرنا کبھی یاد نہیں۔ پھر بھی آپ کا ایک خاص رعب تھا۔ ہم بہ نسبت آپ کے حضرت مسیح موعودؑ سے دنیا کے عام قاعدے کے خلاف بہت زیادہ بے تکلّف تھے۔

بچوں کی تربیت کے بارہ میں آپ یہ بھی بیان فرمایا کرتی تھیں کہ پہلے بچے کی تربیت پر پورا زور لگاؤ، دوسرے اس کا نمونہ دیکھ کر خود ہی ٹھیک ہوجائیں گے۔

حضرت اماں جانؓ نے اپنی بیٹی حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کی شادی کے موقع پر انہیں نہایت قیمتی نصائح فرمائیں جو ہر احمدی خاندان کے لئے مشعل راہ ہیں۔ آپ نے فرمایا:

’’اپنے شوہر سے پوشیدہ یا وہ کام جس کو ان سے چھپانے کی ضرورت سمجھو ہرگز کبھی نہ کرنا۔ شوہر نہ دیکھے مگر خدا دیکھتا ہے اور بات آخر ظاہر ہوکر عورت کی وقعت کو کھودیتی ہے۔ اگر کوئی کام ان کی مرضی کے خلاف سرزد ہوجائے تو ہرگز کبھی نہ چھپانا۔ صاف کہہ دینا کیونکہ اس میں عزت ہے اور چھپانے میں آخر بے عزتی اور بے وقری کا سامنا ہے۔

کبھی ان کے غصہ کے وقت نہ بولنا، تم پر یا کسی نوکر یا بچہ پر خفا ہوں اور تم کو علم ہو کہ اس وقت یہ حق پر نہیں تب بھی اس وقت نہ بولنا، غصہ تھم جانے پر پھر آہستگی سے حق بات اور ان کا غلطی پر ہونا اس کو سمجھا دینا۔ غصہ میں مرد سے بحث کرنے والی عورت کی عزت باقی نہیں رہتی۔ اگر غصہ میں کچھ سخت کہہ دیں تو کتنی ہتک کا موجب ہو۔

ان کے عزیزوں کو عزیزوں کی اولادوں کو اپنا جاننا۔ کسی کی برائی تم نہ سوچنا خواہ تم سے کوئی برائی کرے۔ تم دل میں بھی سب کا بھلا ہی چاہنا اور عمل سے بھی بدی کا بدلہ نہ کرنا۔ دیکھنا پھر ہمیشہ خدا تمہارا بھلا ہی کرے گا‘‘۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں حضرت اماں جان کی دعاؤں کی برکات سے اب بھی مستفید فرمائے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بعد ازاں عزیزہ شمائلہ محمود نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منظوم کلام

مولا میرے قدیر مرے کبریا میرے — پیارے میرے، حبیب مرے، دلرُبا میرے

خوش الحانی سے پیش کیا۔

اس نظم کے بعد عزیزہ مدیح عروج نے ’’حیا اور پاکدامنی احمدی لڑکی کی شان اور پہچان‘‘ کے موضوع پر اپنا مضمون پیش کیا۔

حیا اور پردہ سے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد قبل ازیں پیش ہوچکا ہے۔ اس مضمون میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات پیش کئے گئے۔

حیا اور پاکدامنی احمدی لڑکی کی شان اور پہچان ہے

’عورت جو ہمیشہ سے اپنے آپ کو حسین بنانے کے لئے طرح طرح کے جتن کرتی اور اس معاملہ میں غیر معمولی حساس ہوتی ہے، اسے یہ حقیقت کبھی فراموش نہیں کرنی چاہئے کہ عورت کا اصل حسن اس کی حیا اور پاکدامنی میں مضمر ہے۔ ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ’’حد سے بڑھی ہوئی بے حیائی ہر مرتکب کو بدنما بنادیتی ہے اور شرم وحیا ہر حیادار کو حسن سیرت بخشتا ہے اور اسے خوبصورت بنادیتا ہے۔‘‘ پس حیا وہ زیور ہے جو ہر عورت کے ظاہری و باطنی حسن میں بے پناہ اضافہ کرتا ہے اور یہی حیا پھر اس کی پاکدامنی کی بھی ضمانت بن جاتی ہے اور شیطانی حملوں سے اس کی حفاظت کرتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’پس وہ عورتیں جو معلوم کرنا چاہتی ہیں کہ اسلامی پردہ کیا ہے۔ اگر اپنی حیا کی حفاظت کریں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے خدا کے فرشتے ہر قسم کی خرابیوں اور گناہوں سے آپ کی حفاظت کریں گے کیونکہ حیا کے پردے سے بہتر اور کوئی پردہ نہیں ہے‘‘۔

’’عورت کی سب سے زیادہ اور سب سے بڑی دشمن بے حیائی ہے۔ پردہ ایک ظاہری شکل بھی رکھتا ہے لیکن اگر اس ظاہری پردہ کے ساتھ حیا کا پردہ نہ ہو تو ظاہری پردہ کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔ اس کے برعکس اگر ظاہری پردہ نہ بھی ہو یعنی اس شدّت کے ساتھ نہ ہو جیسا کہ توقع کی جاتی ہے اور حیا کا پردہ ہو تو ایسی عورت زیادہ محفوظ ہے۔ بعض خواتین یہ بہانہ بنادیتی ہیں کہ ہم حیا کے پردہ کی پابند ہیں اس لئے ہمیں ظاہری پردہ کی ضرورت نہیں۔ یہ عذر بھی جھوٹا اور نامعقول ہے۔ بات یہ ہے کہ حیا کا پردہ ظاہری پردہ کے بغیر زیادہ دیر نہیں رہا کرتا۔ ایسی صورت میں محض حیا کا پردہ ایک نسل میں تو کچھ دیر چل جاتا ہے لیکن رفتہ رفتہ پھر مٹ جاتا ہے اور کلیۃً بے حیائی میں تبدیل ہوجاتا ہے‘‘۔

حیا نہ صرف آنکھ میں بلکہ لباس، چال ڈھال، بول چال اور میل جول میں ہر جگہ نظر آنی چاہئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’حیا کا تصور ہر قوم اور مذہب میں پایا جاتا ہے۔ آج مغرب میں جو بے حیائی پھیل رہی ہے، اس سے کسی احمدی بچی کو متأثر نہیں ہونا چاہئے۔ آزادی کے نام پر بے حیائیاں ہیں۔ لباس اور فیشن کے نام پر بے حیائیاں ہیں۔ عورت کی فطرت میں جو اللہ تعالیٰ نے حیا رکھی ہے، ایک احمدی عورت کو اسے اَور چمکانا چاہئے، اسے نکھارنا چاہئے اور پہلے سے بڑھ کر باحیا ہونا چاہئے‘‘۔

ٹیلی وژن اور انٹرنیٹ کے ذریعے عریانی اور بے حیائی کا ایک طوفان اُمڈ آیا ہے۔ ایک احمدی لڑکی کا فرض ہے کہ وہ کسی

احساس کمتری کے بغیر، فیشن کی تقلید کرتے ہوئے اس حد تک نہ بڑھ جائے کہ بے حیائی کا یہ سیلاب اسے بہالے جائے بلکہ اپنے کردار و عمل سے ایک مضبوط بند اس کے آگے باندھ دے اور دنیا پر یہ ثابت کر دے کہ اسلامی تعلیم پر عمل پیرا ہو کر وہ اپنی عزت و عصمت کی حفاظت دوسروں سے زیادہ بہتر انداز میں کر سکتی ہے۔

بازاروں اور تفریح گاہوں میں پردے کا خیال نہ رکھنا مخلوط پارٹیوں میں بے پردہ شامل ہونا، کزنز، کلاس فیلوز، لڑکوں اور دوسرے غیر مردوں سے غیر ضروری دوستی اور میل جول، چست اور عریاں لباس کا استعمال، لغو اور بیہودہ پروگرام دیکھنا یا ان میں شامل ہونا، جینز کے ساتھ چھوٹا سا بلاؤز پہن لینا، ایسی ملازمت کرنا جہاں لباس حیا کے تقاضوں کے خلاف پہننا پڑے، بیہودہ اور مخرّب اخلاق رسائل و کتب پڑھنا اور فلمیں دیکھنا، شادیوں میں ڈانس کرنا، یہ سب وہ شیطانی حربے ہیں جو عورت سے اس کی حیا چھین کر اسے بدصورت بنا ڈالتے ہیں۔ اور جہاں حیا کا احساس ختم ہو جائے وہیں سے پاکدامنی پر چھینٹے پڑنے کے خطرات کا آغاز ہو جاتا ہے۔

پس ہر احمدی لڑکی یہ یاد رکھے کہ اس نے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مان کر اسلام کی تعلیم پر عمل کرنے کا عہد کیا ہے۔ آپ کی جماعت میں شامل ہو کر اس کا ایک مقام اور تقدّس ہے جو اسے دوسروں سے ممتاز کر رہا ہے۔ مگر یہ پہچان اور امتیاز صرف اسی صورت میں قائم رہ سکتا ہے کہ اسلامی تعلیم پر عمل پیرا ہو۔ کسی احساسِ کمتری میں مبتلا ہوئے بغیر ہر اس عمل سے دُور رہے جس سے حیا اور پاکدامنی پر معمولی سی آنچ بھی آتی ہو۔ اپنے آپ کو شیطانی حملوں سے بچائے اور اس کے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے کے ساتھ ساتھ خود کو اس لباس سے ڈھانکے جو تقویٰ کا لباس ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ **اللّٰھم آمین**"۔

بعد ازاں عزیزہ نائلہ اکرم بھٹی نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ناروے تشریف لانے کی خواہش میں یہ نظم پیش کی:

تیری راہوں میں آنکھوں کو بچھائے ہم بھی بیٹھے ہیں — کچھ ایسے خواب پلکوں پہ سجائے ہم بھی بیٹھے ہیں
تُو آئے تو خدا کی حمد کے ہم گیت گائیں گے — تیری اک مسکراہٹ پہ ہم اپنی جان لٹائیں گے
خدا کی شان کا مظہر ہے یہ "بیت النصر مسجد" — تیری راہوں کو تکتی ہے امامت کب کرائیں گے
ہمارے دیس تو آئیں تو ہم واقفین نو — تیرے پیارے سے چہرے کو ان آنکھوں میں سمائیں گے
ہزاروں مشکلیں آئیں مگر جاناں یہ وعدہ ہے — کیا جو عہد تیرے ہاتھ پہ اس کو ہم نبھائیں گے
بہت روکا ہے دنیا نے مگر یہ ٹھان بیٹھے ہیں — دنیا کے کناروں تک ہم اسی دین کو پھیلائیں گے

بعد ازاں دو بچیوں عزیزہ مدیحہ عروج اور عزیزہ ملاحت ورک نے جزائر Swalbard پر معلوماتی مضمون پیش کیا۔ یہ جزائر نارتھ کیپ سے آگے سمندر میں نارتھ پول کے قریب ترین علاقہ میں واقع ہیں۔

❁ ...... واقفات نو بچیوں کی طرف سے جو مختلف مضامین اور نظمیں پیش ہوئیں۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ پردے کے اوپر آپ نے بڑا اچھا مضمون پیش کیا ہے۔ لیکن صرف اچھا مضمون پیش کرنے سے پردہ نہیں ہو جاتا۔ پردے کا معاملہ تو ساری دنیا میں ہے لیکن یورپ میں خاص طور پر ہے۔ ایک وقت میں ناروے کے بارہ میں پردہ کے حوالہ سے زیادہ شکایتیں آتی تھیں اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ناروے میں ایک بڑا سخت خطبہ دیا تھا۔ مَیں نے بھی اپنے خطبہ میں اس کی مثال دی تھی اور اس کا ذکر کیا تھا۔ کیونکہ مجھے ذاتی تجربہ تو نہیں ہے لیکن ان دنوں کی باتوں سے اندازہ لگایا تھا کہ پردہ کے بارہ میں احتیاط نہیں کی جاتی۔ لندن میں مجھے ایک دفعہ وقف نو بچی ملنے آئی۔ اُس نے جو پردہ کیا ہوا تھا اُس کے کوٹ کے بازو یہاں کہنیوں تک تھے۔ ایسے پردہ کا تو کوئی فائدہ نہیں۔ واقفات نو کا جو پردہ ہے اور جب وہ بڑی ہو جاتی ہیں تو اُن کا جو لباس ہے وہ ایسا ہی ہونا چاہئے جیسا کہ مضمون میں بتایا گیا ہے۔ حیا ہونی چاہئے اور جب حیا ہوگی تو آئندہ پردے کا احساس بھی ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا: پھر اُس بچی سے جو ملاقات کے لئے آئی تھی، مَیں نے یہ بھی پوچھا تھا کہ تم سر پر دوپٹہ یا چادر لیتی ہو یا نہیں۔ سکارف باندھتی ہو یا نہیں۔ وہ ایک باریک سی چُنّی یا سکارف جسے کہتے ہیں، وہی اُس کے سر پر ہوتا تھا، اس کے علاوہ کچھ نہیں۔ لیکن بہرحال اُس نے وعدہ کیا کہ آئندہ مَیں پردہ کروں گی اور اس کے بعد سنا ہے کہ وہ پردہ کرتی ہے۔ تو یہ پردہ کرنے کا احساس جب تک واقفات نو میں پیدا نہیں ہوگا، بڑے بڑے دعوے اور نظمیں پڑھنا کہ ہم یہ کر دیں گے اور وہ کر دیں گے، اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ابھی یہاں ناروے میں ملاقاتیں ہو رہی ہیں۔ ان میں مَیں دیکھ رہا ہوں کہ بعض عورتیں ملنے آتی ہیں مجھے لگتا ہے کہ بڑے عرصے کے بعد نقاب ان کا باہر نکلا ہے۔ چھ سال قبل 2005ء میں یہاں ملاقاتیں ہوئی تھیں تو ملاقات کے لئے چھ سال کے بعد یہ نقاب باہر نہیں نکلنا چاہئے بلکہ روز نکلنا چاہئے اور اس کے نمونے واقفات نو نے ہی قائم کرنے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ نمونے واقفات نو نے ہی قائم کرنے ہیں تو آپ یہ نہ سمجھیں کہ آپ لوگ چھوٹی ہیں۔ مَیں نے ابھی جرمنی میں مجلس خدام الاحمدیہ کے اجتماع پر ان کو یہی کہا تھا کہ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ بڑے اپنا حق، اپنے فرائض ادا نہیں کر رہے اور جو اسلامی تعلیم ہے اس پر عمل نہیں کر رہے اور جس طرح جماعت کی خدمت کرنی چاہئے ویسے نہیں کر رہے تو پھر نوجوان آگے آ جائیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ لجنہ کی اور ناصرات کی تنظیم بھی اسی لئے بنائی گئی تھی اور اسی لئے واقفات نو کو بھی قبول کیا جا رہا ہے۔ واقفات نو اُس طرح تو Active Role ادا نہیں کر سکتیں جس طرح ہمارے وہ مبلغ ادا کر سکتے ہیں جن کو باقاعدہ ٹریننگ دے کر اور ملازمت میں لے کر بطور مبلغ بھجوایا جاتا ہے۔ اور جہاں اکیلی عورت تو جا نہیں سکتی، صرف مرد ہی جا سکتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: پس جو واقفات نو بچیاں ہیں انہوں نے عورتوں میں، لڑکیوں اور بچیوں میں اپنے نمونے قائم کرنے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ یہاں ایک دو کے سوا باقی بچیاں دس سال سے اوپر کی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: اب دس سال کی عمر ایک ایسی عمر ہے۔ جو اسلام کی تعلیم کے مطابق Mature (ایک سمجھ بوجھ رکھنے کی) عمر ہے جس میں نماز ادا کرنا فرض کیا گیا ہے۔ اب نماز ایک ایسی عبادت ہے جو خدا تعالیٰ کے حضور پانچ وقت ادا کرنی ہے اور اس عبادت کو اللہ اور اس کے رسول نے دس سال کی عمر میں فرض کر دیا ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس عمر میں تمہارے ہر عمل میں ایک تبدیلی ہو جانی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بچیاں کہتی ہیں کہ ہم تو ابھی چھوٹی ہیں۔ گیارہ بارہ سال کی ہیں۔ بڑی ہوں گی تو ہم سکارف پہن لیں گی یا کوٹ پہن لیں گی۔ تو اگر دس سال تک یہ احساس پیدا نہیں ہوا تو پھر بڑے ہو کر بھی یہ احساس کبھی بھی پیدا نہیں ہوگا۔ اس لئے یہ یاد رکھو کہ ہمیشہ واقفات نو نے دوسروں کے لئے نمونہ بننا ہے۔ اپنے لوگوں کے لئے بھی اور اپنی قوم کے لئے بھی نمونہ بننا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اس عزم کا بھی اظہار کیا گیا ہے کہ اپنے لوگوں کے لئے بھی اور اس قوم کے لوگوں کے لئے بھی تبلیغ کریں گے اور ناروے کے نارتھ میں وہاں تک جائیں گے جہاں 2008ء میں جھنڈا لہرا دیا تھا۔ اِس ایک جھنڈا لہرانے سے، ایک نمائش لگانے سے یا ایک آدمی کو قرآن کریم دینے سے انقلاب نہیں آ جایا کرتے۔ اس کا پھر Follow up بھی ہونا چاہئے۔ باقاعدہ پیچھے پڑ کے دیکھنا ہوگا کہ ہم نے جو کام کئے ہیں، اُن کو آگے کہاں تک پہنچایا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پس ایک لیکچر سے، ایک تقریر سے نہ تو پردے قائم ہو سکتے ہیں اور نہ ہوں گے جب تک کہ ہر ایک کے دل میں یہ احساس نہیں ہوگا کہ ہم نے جو باتیں سنی ہیں ان پر عمل کرنا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: رات کو سونے سے قبل بجائے TV ڈرامہ دیکھنے کے یا TV ڈرامہ کوئی اچھا ہے تو بے شک دیکھ لو لیکن اس میں کسی قسم کا ننگ نہیں ہونا چاہئے۔ یا انٹرنیٹ پر لمبا وقت گزارنے کی بجائے وقت پر سونے کی عادت ڈالیں تا کہ نماز پر اٹھ سکیں اور پھر سونے سے قبل یہ جائزہ بھی لیں کہ ہم نے آج کیا کیا کام کئے ہیں جو ایک واقفہ نو کے لئے ضروری ہیں۔ جب نمازیں فرض ہیں تو کیا ہم نے ادا کی ہیں۔ قرآن شریف پڑھنے کا حکم ہے تو کیا ہم نے پڑھا ہے۔ اور یہ بھی کہ قرآن شریف کے کسی حکم پر ہم نے غور کیا ہے اور اس میں بیان شدہ تعلیم اور معانی نکالے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: آپ لوگوں نے آگے جا کر پڑھانا ہے۔ دوسروں کی تربیت کرنی ہے۔ صرف یہ نہیں کہ ایک واقفہ نو ڈاکٹر بن جائے گی، ایک ٹیچر بن جائے گی یا اَور کچھ نہیں تو تھوڑی سی پڑھائی کر کے اتنا ہی کافی ہے کہ شادی ہو جائے اور اپنے گھر چلی جائے۔ بلکہ آپ لوگوں نے ہر جگہ اپنے نمونے قائم کرنے ہیں۔ پس ان نمونوں کو تلاش کرنے کی ضرورت ہے اور یہ اُس وقت تک نہیں ہو سکتے جب تک رات سونے سے پہلے آپ خود اپنا جائزہ نہ لیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: کوئی دوسرا آپ کا جائزہ لے گا تو جھوٹ بولا جا سکتا ہے۔ لیکن جب آپ خود اپنا جائزہ لیں گی تو جھوٹ نہیں بول سکتیں۔ جب اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے جائزہ لیں گی کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ مَیں تم کو دیکھ رہا ہوں تو پھر آپ تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے سچائی کے ساتھ اپنا جائزہ لیں گی۔ کیونکہ نہ اپنے آپ کو دھوکہ دیا جا سکتا ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دیا جا سکتا ہے۔

واقفات نو بچیوں کی یہ کلاس سات بج کر 55 منٹ پر اپنے اختتام کو پہنچی۔

سکول، کالجز اور یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ نشست اور تقسیم اسناد

بعد ازاں پروگرام کے مطابق آٹھ بجے شام سکول، کالجز اور یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک پروگرام کا انعقاد ہوا جس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت اعلیٰ اور مثالی کامیابی حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو سندات اور قرآن کریم کا نارویجین زبان میں ترجمہ عطا فرمایا۔

سندات کی تقسیم سے قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اُس معیار کے بارہ میں دریافت فرمایا جو طلباء و طالبات کے اِس انتخاب میں مدّنظر رکھا گیا ہے۔

سیکرٹری صاحب تعلیم نے بتایا کہ سیکنڈری سکول اور کالجز میں 6 گریڈ سب سے اعلیٰ ہے اور اس کے بعد گریڈ 5 ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ جو پانچ اور چھ گریڈ کے ہیں ان کو سرٹیفکیٹ دیں۔

سیکرٹری صاحب تعلیم نے بتایا کہ یونیورسٹیز میں A گریڈ سب سے اعلیٰ ہے اور اس کے بعد B ہے۔ پھر C اور D آتے ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ A اور B رکھنا ہوگا یا صرف A رکھنا ہوگا۔ ایک ٹارگٹ دینا ہوگا کہ اگر یہ حاصل کرو گے تو میڈل کے حقدار ہو گے۔

حضور انور کے دریافت فرمانے پر بتایا گیا کہ اس وقت یونیورسٹی میں سائنس کے طلباء کی تعداد پانچ چھ ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ زیادہ طلباء سائنس کے فیلڈ میں آنے چاہئیں۔

میڈیکل اور انجینئرنگ میں بھی طلباء کی تعداد کم تھی۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اپنا معیار بڑھائیں اور پڑھائی پر زیادہ توجہ دیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ طلباء کی کونسلنگ اور رہنمائی ہونی چاہئے تا کہ اُس فیلڈ میں جائیں جہاں اُن کے لئے بھی فائدہ ہو اور جماعت کے لئے اور ملک کے لئے بھی فائدہ ہو۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل خوش قسمت طلباء کو اسناد عطا فرمائیں:

ایاد احمد زرتشت خان، نعمان احمد، دانیال احمد، عارف محمد مرزا، مبرور احمد، شاہد مبشر، طلحہ خان، مشہود احمد شیخ، ارباب ڈار، خرّم عادل رائے، رضوان احمد صادق، عطاء الناصر احمد، اظہر احمد، حمزہ راجپوت، ذیشان ملک، عثمان احمد۔

طلباء کو اسناد عطا فرمانے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد کی گیلری والے حصہ میں تشریف لے گئے جہاں طالبات بیٹھی ہوئی تھیں۔ درج ذیل خوش نصیب طالبات نے اعلیٰ کامیابیاں حاصل کرنے کے نتیجہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دست مبارک سے اسناد حاصل کیں: عزیزہ مہک احمد، انعم قدسیہ، فضّہ کنول ارائیں، نودیہ اکرم، منیرہ افتخار، سلمانہ عطاء، سمیعہ ڈار، مہریں شاہد، عمّارہ ڈار، اصحہ جاوید۔

تقسیم اسناد کی اس تقریب کے بعد ساڑھے آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے "مسجد بیت النصر" میں نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ یہ ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TLU.K.

سیرۃ النبی ﷺ کے پُراثر واقعات

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 13 جولائی 2009ء میں حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ کے قلم سے آنحضرت ﷺ کے پاکیزہ دَور سے چند پُراثر واقعات شامل اشاعت ہیں۔

☆ مدینہ میں ایک بوڑھے انصاری کے بیٹے مسلمان ہوچکے تھے مگر وہ خود ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ انہوں نے گھر میں لکڑی کا ایک بت رکھا ہوا تھا جس کا نام مناف تھا۔ ان کا مسلمان بیٹا اور اس کے دوست اُن کو بت پرستی سے منع کرتے مگر وہ باز نہ آتے تھے۔ آخر اُن نوجوانوں نے یوں کرنا شروع کیا کہ رات کے وقت اُن کے اس بت کو اٹھا کر کوڑی پر ڈال آتے۔ صبح کو وہ انصاری اپنے بت کو تلاش کرتے اور گندگی پر اُسے دیکھ کر خفا ہوتے۔ پھر لا کر دھوتے، خوشبو لگاتے اور کہتے کہ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ یہ حرکت کس کی ہے تو اسے سخت ذلیل کروں۔ یہی کیفیت روز ہوا کرتی۔ ایک دن تنگ آکر انہوں نے ایک تلوار اُس بت کی گردن میں لٹکا دی اور کہا کہ اے خدا! میں نہیں جانتا کہ تمہارے ساتھ یہ گستاخی کون کرتا ہے، آج اپنی حفاظت آپ کر لینا۔ رات ہوئی تو بیٹے نے تلوار بُت کے گلے سے نکال لی اور ایک مرا ہوا کتا باندھ کر بُت کو گندگی پر پھینک دیا۔ صبح جب انصاری نے تلاش کی اور بُت کی یہ حالت دیکھی تو اُن کو یک دم بت پرستی سے سخت نفرت پیدا ہوئی اور وہ اسلام لے آئے۔ یہ شخص بڈھے اور لنگڑے تھے اور اُحد کے دن شہید ہوئے تھے۔ پہلے بدر کی لڑائی کے وقت وہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے تو آپؐ نے فرمایا کہ تم اپنے پَیر سے لاچار ہو، گھر میں ہی ٹھہرو۔ بدر کا میدان مدینہ سے بہت دُور تھا۔ چنانچہ وہ ٹھہر گئے۔ لیکن اُحد کی جنگ ہوئی تو انہوں نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ مجھے بھی لے چلو۔ انہوں نے جواب دیا کہ آپ کو تو آنحضرت ﷺ نے لڑائی سے معافی دے رکھی ہے۔ وہ بولے کہ افسوس! تم لوگوں نے بدر میں بھی مجھے جنت میں جانے سے رکوا دیا اور اب اُحد میں بھی منع کرتے ہو۔ یہ کہہ کر وہ لنگڑاتے لنگڑاتے میدان جنگ میں پہنچے۔ جب لڑائی شروع ہوئی تو آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ اگر میں آج مارا جاؤں تو لنگڑا ہونے کی وجہ سے مجھے جنت کے داخلہ میں تو کوئی روک نہ ہوگی۔ آپؐ نے فرمایا: نہیں۔ ان کا ایک غلام بھی اس وقت ان کے ساتھ تھا جو انہیں سہارا دے کر ہمراہ لایا تھا۔ اس غلام سے انہوں نے کہا: بھائی! اب تم گھر جاؤ، مَیں میدان میں پہنچ گیا ہوں، اب تمہاری ضرورت نہیں۔ سعادت مند بولا کہ اگر آپ کے ساتھ مَیں بھی جنت میں چلا جاؤں تو آپ کا کوئی نقصان ہے؟ یہ کہہ کر وہ غلام آگے بڑھا اور گھمسان کی لڑائی میں گھس گیا اور آخر شہید ہوگیا اور دونوں اپنے دل کی مراد کو پہنچ گئے اور جاودانی زندگی حاصل کرلی۔ رضی اللّٰہ عنہم ورضوا عنہ

☆ ایک مہم میں آنحضرت ﷺ معہ اپنی بیبیوں کے تشریف لے جارہے تھے کہ ایک اونٹ چلانے والے نے اس طرح لہک کر گانا شروع کیا کہ اونٹ مست ہوکر تیز چلنے لگے۔ آپؐ نے یہ دیکھ کر فرمایا: شیشوں کا خیال رکھو، کہیں ان کو ٹھیس نہ لگ جائے۔

☆ ایک سفر میں آنحضور ﷺ بمعہ کچھ جماعت کے تشریف لے گئے اور ایک مقام پر پڑاؤ کرکے صحابہ سے الگ ایک درخت کے نیچے لیٹ گئے۔ علاقہ کے بدوؤں کے سردار وعثور کو یہ معلوم ہوا تو اُس نے سوچا کہ اس سے بہتر موقعہ ان کے قتل کا پھر نہ ملے گا۔ یہ سن کر وعثور نے ایک تیز تلوار اٹھائی اور گھات لگا کر یکدم پیچھے آپؐ کے سر پر جا پہنچا اور تلوار اٹھا کر کہنے لگا۔ کہ اب بتا اے محمدؐ! تجھ کو کون بچا سکتا ہے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اللہ۔ وعثور کا ہاتھ یہ سن کر لرز گیا اور تلوار اس کے ہاتھ سے زمین پر گر پڑی۔ آنحضرتؐ ﷺ نے بڑھ کر وہ تلوار اٹھالی اور پھر کھڑے ہوکر فرمایا کہ اب تجھے میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے؟ وہ حواس باختہ ہوکر کہنے لگا: کوئی نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جا اور اپنا کام کر۔ وعثور پر اس بات کا اتنا اثر ہوا کہ وہ مسلمان ہوگیا اور پھر اُن کی قوم بھی مسلمان ہوگئی۔

☆ ایک صحابی فرماتے ہیں کہ اگرچہ فتح مکہ بھی بڑی فتح ہے مگر ہم تو صلح حدیبیہ کو بھی فتح ہی سمجھتے ہیں۔ اس سفر میں آنحضرت ﷺ کے ہمراہ 1400 آدمی تھے۔ حدیبیہ ایک کنوئیں کا نام ہے جس کا پانی صحابہ نے اس قدر کھینچا کہ ایک قطرہ باقی نہ رہا۔ جب آنحضرت ﷺ کو یہ خبر ہوئی تو آپ اس کنوئیں پر تشریف لائے اور اس کے کنارے بیٹھ کر ایک برتن میں پانی منگایا اور وضو کیا۔ پھر ایک کلی اس کنوئیں میں کی اور دعا فرمائی اور باقی پانی اس کنوئیں میں ڈال دیا۔ اس کے بعد اس کنوئیں میں اس قدر پانی ہوگیا کہ سارا لشکر اور تمام جانور سیراب ہوگئے۔ جب آنحضرتؐ حدیبیہ سے صلح کرکے واپس آئے تو راستہ میں سورہ فتح نازل ہوئی اور حقیقت میں یہ صلح ہی اسلام کی بڑی فتح تھی۔ کیونکہ اس کی وجہ سے مسلمان اور کافر بڑی آزادی سے ایک دوسرے سے ملتے تھے اور مسلمانوں کی تبلیغ اور قرآن سنانے کے نتیجہ میں تھوڑے ہی دنوں میں ہزارہا آدمی مسلمان ہوگئے۔

☆ آنحضرت ﷺ کی ساتویں مہم کا نام غزوہ ذات الرقاع تھا۔ (یعنی دھجیوں یا چیتھڑوں والی مہم) اس مہم میں چھ چھ آدمیوں کے پاس ایک ایک اونٹ تھا۔ صحابہ کہتے ہیں ہم لوگ باری باری اونٹوں پر سوار ہوتے تھے اور پیدل چلتے چلتے ہمارے پیر زخمی ہوگئے تھے اور بعض لوگوں کے تو پیروں کے ناخن گر پڑے تھے اور تلوے چھلنی ہوگئے تھے تو ان زخموں کی تکلیف سے صحابہ اپنے پیروں پر دھجیاں باندھ لیتے تھے۔ اس لئے اس مہم کا نام ہی دھجیوں والی مہم مشہور ہوگیا۔

☆ ایک دن آنحضرت ﷺ نے جنگ خندق کے دنوں میں فرمایا کہ کوئی ہے جو مجھے دشمن کی خبر لاکر دے؟ حضرت زبیر بولے: مَیں یا رسول اللہ۔ آپؐ نے پھر یہی سوال کیا۔ زبیر نے پھر وہی جواب دیا۔ آپؐ نے تیسری دفعہ پھر کہا تو زبیرؓ نے وہی جواب دیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرے حواری زبیر ہیں۔

☆ آنحضرت ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے ایک دن فرمایا کہ میں نے تمہارے نکاح سے پہلے تمہیں دو دفعہ خواب میں دیکھا۔ ایک دفعہ تو یوں دیکھا کہ تم ریشم کی ایک چادر میں لپٹی ہوئی ہو اور ایک شخص کہتا ہے کہ یہ آپ کی بی بی ہیں۔ مَیں نے اس کپڑے کو کھولا تو دیکھا کہ تم تھیں۔ اس وقت میں نے یہ تعبیر کی کہ اگر یہی خدا کی مرضی ہے تو پوری ہوکر رہے گی۔

☆ خندق کی جنگ سخت سردی کے دنوں میں ہوئی تھی اور ساری خندق صحابہ نے اپنے ہاتھوں سے کھودی تھی۔ چونکہ سب لوگ دن رات اسی کام میں مصروف تھے۔ اس لئے کمانا کھانا اور سب کام کاج بند تھے اور بہت سے لوگ بھوکے کام کرتے تھے۔ آنحضرت نے جب اپنے صحابہ کی یہ حالت دیکھی تو یہ شعر فرمایا کہ: ''اے اللہ! اصلی زندگی آخرت کی ہی زندگی ہے پس تو اپنے فضل سے مہاجر اور انصار کو بخش دے''۔ اس کا جواب مہاجرین اور انصار نے اس شعر میں دیا کہ: ''ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنا جان و مال سب کچھ محمدؐ کے ہاتھ بیچ ڈالا ہے اور جب تک ہم زندہ رہیں گے۔ خدا کی راہ میں محنت کرتے رہیں گے''۔

حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ مَیں نے خندق کی کھدائی کے دوران دیکھا کہ آنحضرت ﷺ مٹی اٹھا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتے اور آپؐ کا گورا بدن خاک آلودہ تھا اور آپؐ فرماتے جاتے تھے: ''اے اللہ! اگر تُو نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے، نہ صدقہ دیتے، نہ نماز پڑھتے۔ اب تُو ہی ہمارے دلوں پر اطمینان نازل کر اور دشمن سے مقابلہ کے وقت ہم کو ثابت قدم رکھ۔ یا اللہ! زیادتی ہمارے دشمنوں ہی کی ہے۔ ہم نہیں مانتے مگر وہ ہمیں کفر اور لڑائی کے لئے مجبور کرتے ہیں''۔

☆ حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم خندق کے دن زمین کھود رہے تھے کہ اتفاقاً ایک جگہ بہت سخت پتھریلی زمین نکل آئی۔ لوگوں نے آنحضرت ﷺ کو اطلاع دی۔ آپؐ اس جگہ تشریف لائے اور اس وقت آپؐ کے پیٹ پر پتھر بندھے ہوئے تھے اور ہم لوگوں کا یہ حال تھا کہ تین دن سے منہ میں دانہ نہیں گیا تھا۔ آپؐ نے آکر اس جگہ اپنی کدال ماری اس کے بعد وہ زمین نرم ہوگئی اور آسانی سے کھودلی گئی۔

☆ آنحضرتؐ نے خندق کی لڑائی کے بعد فرمایا کہ بس اب کافروں کے حملے ختم ہوگئے اب ہم ہی ان پر چڑھائی کریں گے۔

☆ حضرت ابوبکرؓ صدیق بیان کرتے ہیں کہ جب مَیں غار میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھا تو مَیں نے ایک دفعہ اپنا سر جو اٹھایا تو باہر لوگوں کے پَیر مجھے دکھائی دیئے۔ میں نے آنحضرت ﷺ سے کہا: یا رسول اللہ! اگر ان میں سے کوئی ذرا اپنی نظر نیچے جھکائے تو ہمیں دیکھ لے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ابوبکر چپ۔ ہم دو آدمی ایسے ہیں جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہے۔

☆ ایک دفعہ حضرت ابن عمرؓ ایک جگہ سے گزرے جہاں کچھ لوگ ایک مرغی کو باندھ کر اس پر تیروں سے نشانہ بازی کر رہے تھے۔ ابن عمرؓ کو دیکھتے ہی وہ لوگ اِدھر اُدھر کھسک گئے۔ آپؓ نے فرمایا کہ کون یہ ظلم کر رہا تھا؟ آنحضور ﷺ نے تو باندھ کر کسی جانور کو مارنے والے پر لعنت فرمائی ہے اور اسی طرح اس شخص کو بھی لعنتی کہا ہے جو کسی (زندہ) جانور کے اعضاء کاٹ لے اور اس سے بھی منع فرمایا ہے کہ کسی آدمی کے مونہہ پر مارا جائے۔

☆ ایک دفعہ حضرت ابن عباسؓ نے اپنے دوستوں سے کہا دیکھو وہ سامنے جو کالی سی عورت جارہی ہے یہ جنتی ہے۔ یہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئی اور کہنے لگی کہ حضور! مجھے مرگی پڑتی ہے اور میں بیہوشی میں ننگی ہو جاتی ہوں، آپؐ میرے لئے دعا کیجئے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اگر تُو جنت چاہتی ہے تو تُو اس بیماری پر صبر کر ورنہ میں تیرے لئے دعا کروں گا کہ خدا تجھے شفا بخشے۔ اس عورت نے کہا: حضور! اچھا میں صبر کروں گی مگر اتنی دعا ضرور فرمایئے کہ یہ میرا بدن جو کھل جاتا ہے اور بے پردگی ہوتی ہے یہ نہ ہو۔ آنحضرت ﷺ نے اس کے لئے یہ دعا فرمائی۔ اس کے بعد اسے مرگی کے دورے تو پڑتے مگر ننگی نہیں ہوتی تھی۔

☆ جب قریش نے مسلمانوں کو بہت تکالیف پہنچائیں اور حق کے راستہ میں روک ہوگئے تو آنحضور ﷺ نے اُن کے لئے یہ بددعا فرمائی: اے اللہ! ان لوگوں پر یوسف کے زمانہ کا سات برس کا قحط نازل کر۔ چنانچہ قحط پڑ گیا اور بہت آدمی بھوکے مر گئے۔ اور سڑا ہوا مردار اور ہڈیاں تک کھا گئے اور آنکھوں کے آگے اندھیرا اور دھواں دکھائی دینے لگا۔ جب قحط کی تکلیف حد سے گزر گئی تو ابوسفیان آنحضرتؐ کے پاس آئے اور کہا کہ اے محمدؐ! آپ تو رشتہ داروں سے نیک سلوک کی ہدایت کرتے رہتے ہیں مگر اب تو آپ کی اپنی قوم کال سے ہلاک ہوگئی ہے، للہ خدا سے دعا کیجئے کہ اس مصیبت کو دُور کرے۔ چنانچہ آپؐ نے دعا کی اور وہ قحط دُور ہوگیا۔ مگر قریش تکلیف کے دُور ہوتے ہی پھر وہ شرارتیں کرنے لگے۔

ماہنامہ ''النور'' امریکہ نومبر 2009ء میں شامل اشاعت مکرم ڈاکٹر فہیم احمد طیب صاحب کی ایک نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

وابستہ تم سے ہے اک امیدِ بہارِ نو
اے واقفینِ نو ، اے واقفاتِ نَو
اک عہد تم کو آج یہ خود سے کرنا ہے
تقویٰ کی راہ پہ جینا ہے تقویٰ پہ مرنا ہے
لوگوں کو یہ بتانا ہے مہدی ہے آچکا
دینِ محمدیؐ کا ہے غمخوار آچکا
اے قافلۂ مسیح کی خوش بخت بلبلو
اے واقفینِ نو ، اے واقفاتِ نَو
تم پہ امید بھاری ہے سب جماعت کو
ماں باپ کو ، بزرگوں کو، امامِ وقت کو
تم نے نئی صدی میں یہ جوہر دکھانا ہے
سب کو خدا کے دین میں واپس بلانا ہے
صد سالہ جوبلی کا ہو تم اِک اہتمامِ نو
اے واقفینِ نو ، اے واقفاتِ نَو

☆ ایک دن آنحضرت ﷺ کوہِ صفا پر چڑھے اور آپ نے قریش کو بآواز بلند پکارا۔ جب لوگ جمع ہو گئے تو آپؐ نے فرمایا کہ اگر مَیں تم سے یہ کہوں کہ دشمن تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم میرا یقین کرو گے؟ سب نے کہا ہاں کیونکہ تُو سچا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ پھر میری اس بات کو بھی سچا سمجھو کہ ایک سخت عذاب آنے والا ہے اور مَیں تمہیں اس سے ڈراتا ہوں۔ یہ سن کر ابولہب نے کہا: تَبًّا لَکَ (یعنی تُو مرے) تُو نے اسی واسطے ہمیں جمع کیا تھا؟ اس کے اس کہنے کے جواب میں خدا کی طرف سے سورہ تبت نازل ہوئی۔ یعنی خود ابولہب ہی ہلاک ہوگا اور اس کی عورت بھی عذاب میں گرفتار ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ یعنی ابولہب اور اس کی بیوی بڑے عذاب سے ہلاک ہوئے اور جس لشکر سے آپ نے قریش کو اس وقت ڈرایا تھا وہ بھی فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوا اور آپؐ کی صداقت کا ایک نشان ٹھہرا۔

☆ آنحضرت ﷺ نے ایک دن اپنی وفات سے کچھ پہلے حضرت فاطمہؓ کو بلایا اور آہستہ آہستہ کچھ ان کے کان میں فرمایا تو وہ رونے لگیں۔ پھر دوبارہ بلا کر کچھ بات ان کے کان میں کہی تو وہ ہنسنے لگیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہم لوگوں نے آپ کی وفات کے بعد ان سے پوچھا کہ وہ کیا بات تھی۔ انہوں نے کہا کہ پہلے تو آپ نے یہ فرمایا کہ اسی بیماری سے میری وفات ہوگی۔ اس پر مَیں رونے لگی۔ دوسری دفعہ آپ نے فرمایا کہ اے فاطمہ! میرے بعد میرے اہل بیت میں سے سب سے پہلے مر کر تم مجھ سے ملوگی یہ سن کر میں خوش ہوگئی۔

☆ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا تھا کہ ہر نبی کو مرنے سے پہلے اختیار دیا جاتا ہے کہ چاہے وہ دنیا میں رہے یا آخرت کو پسند کرے۔ جب وہ آخرت کو پسند کر لیتا ہے تو اس کی جان قبض ہوتی ہے۔ مَیں نے آنحضرتؐ کی وفات کے قریب آپ کو یہ پڑھتے سنا اور اس وقت آپ کا گلا بیٹھ گیا تھا۔ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ (یعنی مجھے ان لوگوں میں شامل کر دے تو جن پر تُو نے انعام کیا ہے)۔ اس وقت میں سمجھ گئی کہ آپؐ نے موت کو اختیار کر لیا۔ پھر عین وفات کے وقت آپ کو غشی ہوئی۔ اس وقت آپ کا سر میری ران پر تھا۔ جب ہوش آیا تو آپ نے چھت کی طرف دیکھا اور فرمایا: اَللّٰھُمَّ فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی۔ میں نے خیال کیا کہ اب آپ ہم میں رہنا پسند نہیں کرتے۔ پھر آپ مجھ سے کمر لگا کر بیٹھ گئے اور فرمانے لگے: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی۔ جس وقت آپ کا دم نکلا تو آپ کا سر میرے سینے پر تھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ کو سکرات موت کی اتنی تکلیف تھی کہ آپ کے بعد میں نے اتنی تکلیف کسی کو نہیں دیکھی۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ یہ مجھ پر خدا کا فضل تھا کہ آنحضرت ﷺ نے میرے گھر میں میرے سینہ پر سر رکھے ہوئے انتقال فرمایا۔ اس دن میرے بھائی عبدالرحمٰن سبز مسواک لئے ہوئے گھر میں آئے۔ تو آپؐ نے شوق سے اس مسواک کی طرف دیکھا۔ میں نے عرض کی کہ کیا مسواک لے لوں۔ آپؐ نے اشارہ سے فرمایا: ہاں۔ مَیں نے وہ مسواک لے کر چبائی اور نرم کی۔ پھر آپؐ نے وہ مسواک کی۔ اس وقت آپ کے سامنے پانی کا بھرا ہوا ایک پیالہ رکھا تھا۔ آپ اس میں ہاتھ بھگو کر منہ پر پھیرتے جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ۔ اِنّ لِلْمَوْتِ سَکَرَات (یعنی موت کے وقت بہت تکلیف ہوتی ہے) پھر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھایا اور فرمایا۔ اَللّٰھُمَّ فِی الرَّفِیْق الْاَعْلٰی۔ یہ کہا اور ہاتھ نیچے گر پڑا اور آپ کی روح مبارک پرواز کر گئی۔

آپ کے لئے مرض موت میں ایک دوا تجویز کی گئی۔ جب وہ تیار ہو کر آئی تو اہل بیت نے اسے پلانا چاہا۔ آپ اس وقت غشی کی سی حالت میں تھے۔ مگر اشارہ سے منع کرتے تھے کہ مجھے دوا نہ پلاؤ۔ گھر والوں نے کہا کہ دوا سب بیماروں کو بری ہی لگتی ہے۔ چنانچہ زبردستی آپ کے منہ میں ڈال دی گئی۔ جب آپؐ کو ذرا افاقہ ہوا۔ تو آپ نے فرمایا کہ جب میں نے منع کیا تھا تو تم لوگوں نے مجھے زبردستی دوا کیوں پلائی؟ اچھا وہ دوا لاؤ۔ پھر آپؐ نے ان سب لوگوں کو جو اس کے پلانے میں شریک تھے وہ دوا پلوائی صرف حضرت عباس بچ گئے کیونکہ وہ پلانے کے وقت موجود نہ تھے۔

☆ ایک دفعہ آپؐ کے پاس حضرت عمرؓ حاضر ہوئے آپؐ نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا۔ وہ کہنے لگے کہ یارسول اللہ آپ مجھے سوائے اپنی جان کے ہر چیز سے زیادہ پیارے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: نہیں اے عمر! خدا کی قسم جب تک میں تجھے اپنی جان سے بھی زیادہ پیارا نہ ہوں گا تب تک تیرا ایمان کامل نہیں ہوگا۔ حضرت عمرؓ یہ سن کر کہنے لگے کہ یارسول اللہ! بے شک اب آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ پیارے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ ہاں اے عمر! اب ایمان کامل ہوگیا۔

☆ آنحضور ﷺ کبھی کبھی عبادہؓ بن صامت کے گھر تشریف لے جاتے تھے۔ اُن کی بیوی کا نام اُمّ حرامؓ تھا۔ ایک دن انہوں نے آنحضورؐ کی دعوت کی۔ کھانے کے بعد جب آپؐ لیٹ گئے تو امّ حرامؓ آپؐ کے سر کو صاف کرنے لگیں۔ آپ سو گئے۔ جب اٹھے تو ہنستے اٹھے۔ امّ حرامؓ نے پوچھا: یارسول اللہ! آپ کیوں ہنستے ہیں؟ فرمایا میں نے اپنی امت کے لوگوں کو بادشاہوں کی طرح سمندر میں جہازوں پر سوار ہو کر جاتے دیکھا ہے۔ امّ حرام نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ دعا کریں کہ خدا مجھے بھی ان لوگوں میں سے کر دے۔ آپؐ نے دعا کی اور پھر سو گئے۔ جب دوبارہ اٹھے تو پھر ہنستے ہوئے اٹھے۔ امّ حرام نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ میں نے ایک اَور جماعت کو اپنی امّت میں سے دیکھا کہ خدا کے رستہ میں جہاد کر رہے تھے۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ میرے لئے بھی دعا کریں کہ میں ان لوگوں میں شامل ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: تم تو پہلے لوگوں میں شامل ہوگی۔ چنانچہ ام حرامؓ حضرت معاویہ کے زمانہ میں سمندر کے سفر پر گئیں اور جہاز سے اترتے وقت اپنی سواری کے جانور سے گر کر شہید ہوئیں۔

☆ حضرت ابوطالب کی ایک بہن تھیں وہ غیروں میں بیاہی گئی تھیں۔ اُن کے ایک بیٹے ابوسلمہ تھے جو آغاز میں ہی مسلمان ہو گئے تھے۔ اُن کے قبیلہ کے لوگوں نے جب ان پر ظلم توڑنے شروع کئے تو یہ بھاگ کر اپنے ماموں ابوطالب کے پاس آ چھپے۔ ان کے چچا وغیرہ ابوطالب کے پاس آئے تاکہ ابوسلمہ کو واپس لے جائیں مگر ابوطالب نے انکار کر دیا۔ اس پر اُن لوگوں نے کہا کہ اے ابوطالب تم نے ہم لوگوں سے اپنے بھتیجے (یعنی آنحضرتؐ) کو بچا لیا، اب کیا ہم سے ہمارے بھتیجے کو بھی بچاتے ہو؟ ابوطالب کہنے لگے: کیوں نہیں، میرا فرض ہے کہ اپنے بھانجے کو بھی اس مصیبت سے بچاؤں جس سے میں اپنے بھتیجے کو بچاتا ہوں۔ اس پر وہ لوگ ناکام واپس گئے۔ اس کے بعد ابوسلمہ حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے۔

☆ حضرت رباحؓ ذکر کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ ایک جہاد میں تشریف لے گئے۔ اس لشکر کے اگلے حصہ کے افسر خالدؓ بن ولید تھے۔ ان کا مقابلہ دشمن سے ہوا تو ہلّہ میں ایک عورت بھی ماری گئی۔ ہم لوگ اس عورت کی لاش کو دیکھ رہے تھے کہ اتنے میں آنحضرتؐ بھی پیچھے سے تشریف لے آئے۔ دیکھ کر ناراض ہوئے اور فرمانے لگے کہ یہ عورت تو لڑائی نہیں کرتی تھی یہ کیوں قتل کی گئی۔ پھر آپ نے ایک آدمی کو لشکر کے اگلے حصہ کی طرف بھیجا اور فرمایا کہ خالد بن ولید کو جا کر کہہ دو کہ عورتوں بچوں اور بوڑھوں کو ہرگز قتل نہ کریں۔

☆ بدر کی جنگ میں کافروں کی طرف سے ایک شخص عمیر ابن وہب بھی شریک تھے اور یہ آنحضرتؐ اور مسلمانوں کے سخت دشمن تھے۔ یہ خود تو بدر سے بچ کر مکہ آ گئے۔ مگر ان کا ایک بیٹا مسلمانوں کی قید میں آ گیا۔ جب کفار کا لشکر شکست کھا کر مکہ آیا۔ تو ایک دن عمیر اور صفوان بن امیہ کعبہ کے پاس بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ صفوان نے کہا کہ بدر میں اپنے لوگوں کے مارے جانے سے ہماری زندگی تلخ ہوگئی ہے۔ عمیر نے کہا ہاں بات تو یہی ہے مجھ پر قرض ہے جس کے ادا کرنے کا کوئی سامان مجھے نظر نہیں آتا اور کچھ میرے بال بچے ہیں جن کے لئے کوئی گزارہ نہیں۔ اگر ان دو باتوں کا انتظام ہو جائے تو محمدؐ کے پاس جا کر اسے قتل کر دوں، اپنی جان پر کھیل جاؤں مگر اسے کبھی زندہ نہ چھوڑوں اور محمدؐ کے پاس جانے کے لئے میرے پاس اچھا بہانہ بھی ہے۔ میرے ایک بیٹے کو وہ قید کر کے لے گئے۔ میں کہوں گا کہ میں اپنے بیٹے کو فدیہ دے کر چھڑانے آیا ہوں۔ یہ سن کر صفوان بہت خوش ہوا اور بولا کہ تمہارا قرضہ میرے ذمہ۔ باقی رہے بال بچے، سو پہلے وہ کھائیں گے پھر میرے بال بچے۔ اس پر معاملہ طے ہو گیا اور صفوان نے عمیر کے لئے سامان سفر تیار کر دیا اور ایک زہر کی بجھی ہوئی تلوار اس کو دے دی۔

عمیر مدینہ پہنچے اور مسجد کے دروازہ کے آگے اترے۔ حضرت عمرؓ اُس وقت وہاں اپنے دوستوں میں بیٹھے جنگ بدر کا ہی ذکر کر رہے تھے۔ جب انہوں نے عمیر کو دیکھا اور دیکھا کہ اس کے پاس تلوار بھی ہے تو ان کو اندیشہ ہوا کہ یہی بے ایمان بدر کے دن بھی مسلمانوں کی مخبری کرنے آیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے فوراً آنحضرت ﷺ کو اس بات کی خبر دی اور عرض کیا کہ یارسول اللہؐ! اُس کے پاس تلوار ہے اور یہ شخص بڑا مکار اور فریبی ہے۔ اس کا اعتبار نہ کیجئے گا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اچھا اس کو میرے پاس لے آؤ۔ حضرت عمرؓ اس کو لے آئے تو آنحضرتؐ نے پوچھا: اے عمیر! تم یہاں مدینہ میں کیوں آئے ہو؟ انہوں نے کہا کہ میرا بیٹا آپ کی قید میں ہے، اس کے لئے آیا ہوں۔ آپ اس کا فدیہ لے لیں اور اسے چھوڑ دیں۔ کیونکہ آپ بڑے نیک اور رحمدل آدمی ہیں۔ آنحضرتؐ نے پوچھا تم یہ تلوار کیوں ساتھ لائے ہو۔ عمیر نے کہا کہ کم بخت تلوار بدر کے دن ہمارے کس کام آئی جو اَب کسی کام آئے گی، میں اسے بھولے سے لے آیا۔ آپؐ نے فرمایا سچ بولو۔ عمیر نے پھر وہی بات کہی جو پہلے کہی تھی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا پھر وہ شرطیں کیا تھیں جو تم نے کعبہ میں صفوان سے کی تھیں۔ یہ سن کر عمیر ڈر گئے اور کہنے لگے: میں نے تو کوئی شرط اس سے نہیں کی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تم نے اس سے میرے قتل کا وعدہ لیا اس شرط پر کہ وہ تمہارے بال بچوں کا خرچ اٹھائے اور تمہارا قرضہ ادا کرے۔ حالانکہ میری حفاظت خدا کرتا ہے۔ عمیر نے بے اختیار ہو کر کہا کہ یارسول اللہ! میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اس کے پیغمبر ہیں۔ یارسول اللہ! ہم آپ کو جھوٹا نبی کہتے تھے۔ مگر ان شرائط کی سوائے میرے اور صفوان کے اَور کسی کو خبر نہ تھی۔ اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے یہاں بھیج دیا اور میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا۔ آنحضرتؐ نے اپنے اصحاب کو فرمایا کہ عمیر کو قرآن سکھاؤ اور ان کے بیٹے کو رہا کر دو۔ انہوں نے آنحضرتؐ سے عرض کیا کہ مجھے مکہ جانے کی اجازت دیجئے تاکہ میں قریش کو اسلام کی دعوت دوں شاید وہ ہلاکت سے بچ جائیں۔ آپؐ نے ان کو اجازت دی اور وہ مکہ چلے گئے۔

دوسری طرف صفوان نے عمیر کے جانے کے چند دن کے بعد لوگوں سے کہنا شروع کیا کہ لوگو! خوش ہو جاؤ۔ عنقریب تم ایسی خوشخبری اور فتح کی خبر سنو گے کہ بدر کے واقعہ کو بھول جاؤ گے۔ اور جو کوئی شخص مدینہ سے آتا تھا اُس سے صفوان پوچھا کرتا تھا کہ بتاؤ مدینہ میں کچھ حادثہ تو نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ ایک شخص نے بیان کیا کہ تازہ واقعہ یہ ہے کہ عمیر مسلمان ہو گئے۔ یہ سن کر سب مشرکوں نے عمیر پر لعنت کی اور صفوان نے قسم کھائی کہ اب میں کبھی عمیر سے بات نہیں کروں گا اور نہ اسے کوئی فائدہ پہنچاؤں گا۔ اس کے بعد حضرت عمیرؓ بھی مکہ پہنچ گئے اور انہوں نے لوگوں کو اسلام کی طرف بلانا شروع کیا اور مکہ کے بہت سے لوگ ان کے ہاتھ پر اسلام لے آئے۔

ماہنامہ ''النور'' امریکہ نومبر 2009ء میں شامل اشاعت مکرم محمد ظفراللہ خان صاحب کے کلام سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

ہے صبرِ اشک رواں لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ
سکونِ قلبِ تپاں لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ
اسی کے دم سے لہو میں ہمارے تیرتی ہے
یہ روحِ تاب وتواں لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ
اگر یہ سر ہو ترازو تمہارے نیزے پر
رہے گا وردِ زبان لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ

کھرچ رہے ہو جو دیوار و در سے آج اِسے
تم آپ اپنے مقدر کو ہی مٹاتے ہو
سیاہ کر کے یہاں مسجدوں کی پیشانی
ظہورِ روزِ قیامت قریب لاتے ہو

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 21 جنوری 2009ء میں شامل اشاعت مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب کے کلام سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

سرزمین مونگ تیرے جاں نثاروں کو سلام
جن کے پاکیزہ لہو سے تُو ہوئی عالی مقام
چند سفّاکوں نے نہلایا تجھے جب خون سے
آسماں بھی آ گیا غصہ میں بہر انتقام
زندہ باد اے راہ حق کے جاں نثارو زندہ باد
جان کے نذرانے دے کے پا لیا جنت مقام
رشک کے لائق ہے اہل مونگ کا صبر و رضا
اٹھتی ہیں ان کے لئے دل سے دعائیں صبح وشام

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

9th December 2011 – 15th December 2011

Please note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday 9th December 2011

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat
00:30	Insight: recent news in the field of science.
00:45	Historic Facts
01:30	Liqa Ma'al Arab: rec. on 1st May 1995.
02:25	Tarjamatul Qur'an class: rec. 30th August 1995.
03:40	Journey of Khilafat
04:00	Seerat Sahaba Rasool (saw)
05:05	Jalsa Salana Canada: concluding address delivered by Huzoor on 29th June 2008.
06:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Historic Facts
07:05	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
08:00	Siraiki Service
08:50	Rah-e-Huda
10:25	Indonesian Service
12:00	Live Friday Sermon: delivered by Huzoor.
13:35	Zinda Log
14:00	Bengali Service
15:25	Real Talk
16:30	Friday Sermon [R]
18:00	MTA World News
18:30	Jalsa Salana United Kingdom: opening address delivered by Huzoor on 25th July 2008.
19:30	Yassarnal Qur'an
20:00	Fiq'ahi Masa'il
20:45	Friday Sermon [R]
22:00	Insight: recent news in the field of science.
22:20	Rah-e-Huda

Saturday 10th December 2011

00:00	MTA World News
00:10	Tilawat
00:25	International Jama'at News
00:55	Liqa Ma'al Arab: rec. on 6th June 1995.
02:00	Fiq'ahi Masa'il
02:35	Friday Sermon: rec. on 9th December 2011.
03:45	Seerat Sahaba Rasool (saw)
04:25	Rah-e-Huda
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Malfoozat
06:30	International Jama'at News
07:00	Al-Tarteel
07:30	Jalsa Salana UK: an address delivered by Huzoor from the ladies' Gah on 26th July 2008.
08:35	Question and Answer Session: recorded on 4th July 1984.
09:35	Friday Sermon [R]
10:50	Indonesian Service
12:00	Tilawat
12:05	Story Time: Islamic stories for children.
12:20	Al-Tarteel [R]
12:55	Live Intikhab-e-Sukhan
13:55	Bengali Service
15:00	Children's class with Huzoor.
16:20	Rah-e-Huda
18:00	MTA World News
18:15	Children's class [R]
19:30	Faith Matters
20:30	International Jama'at News
21:15	Intikhab-e-Sukhan [R]
22:20	Rah-e-Huda [R]

Sunday 11th December 2011

00:00	MTA World News
00:15	Friday Sermon: rec. on 9th December 2011.
01:30	Tilawat
01:40	Dars-e-Malfoozat
02:00	Liqa Ma'al Arab: rec. on 7th June 1995.
03:20	Friday Sermon [R]
04:35	Yassarnal Qur'an
05:00	Faith Matters
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an
06:50	Beacon of Truth
08:00	Faith Matters
09:00	Jalsa Salana UK: concluding address delivered by Huzoor on 27th July 2008.
10:00	Indonesian Service
11:00	Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon, delivered on 14th September 2007.
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:25	Zinda Log
13:00	Bengali Service
14:00	Friday Sermon [R]
15:15	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
16:25	Faith Matters [R]
17:30	Al-Tarteel
18:00	MTA World News
18:30	Beacon of Truth [R]
19:35	Real Talk
20:40	Attractions of Canada
21:10	Jalsa Salana United Kingdom [R]
22:15	Friday Sermon [R]
23:30	Ashab-e-Ahmad

Monday 12th December 2011

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat
00:30	Dars-e-Hadith
00:45	Yassarnal Qur'an
01:10	International Jama'at News
01:45	Liqa Ma'al Arab: rec. on 8th June 1995.
02:55	Attractions of Canada
03:25	Friday Sermon: rec. on 9th December 2011.
04:35	Ashab-e-Ahmad
04:55	Faith Matters
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	International Jama'at News
07:00	MTA Variety
08:00	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: rec. on 21st March 1999.
10:00	Indonesian Service: Indonesian translation of Friday sermon, delivered on 26th August 2011.
12:20	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:45	Zinda Log
14:15	Friday Sermon: rec. on 24th February 2006.
15:10	Mosha'irah [R]
16:10	Dars-e-Hadith [R]
16:20	Rah-e-Huda
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
19:25	Liqa Ma'al Arab: rec. on 13th June 1995.
22:35	International Jama'at News
21:10	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
22:15	Mosha'irah [R]
23:05	Friday Sermon [R]

Tuesday 13th December 2011

00:00	MTA World News
00:15	MTA Variety
01:15	Tilawat
01:35	Insight: recent news in the field of science.
01:55	Liqa Ma'al Arab: rec. on 13th June 1995.
03:00	Friday Sermon: rec. on 24th February 2006.
04:00	Rencontre Avec Les Francophones: rec. on 21st March 1999.
05:05	Foundation Stone Laying Ceremony: in Brussels.
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30	Insight: recent news in the field of science.
06:40	MTA Variety
07:05	Yassarnal Qur'an
07:35	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
08:40	Question and Answer Session: rec. 6th July 1984.
10:00	Indonesian Service
11:00	Sindhi Service: Sindhi translation of Friday sermon, delivered on 17th December 2010.
12:20	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:45	Zinda Log
13:20	Insight: recent news in the field of science.
13:30	Bengali Service
14:35	Jalsa Salana Germany: an address delivered by Huzoor on 24th August 2008.
15:05	Yassarnal Qur'an
15:35	Historic Facts
16:25	Rah-e-Huda
18:00	MTA World News
18:30	Beacon of Truth
19:30	Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 9th December 2011.
20:35	Insight: recent news in the field of science.
21:00	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
22:15	Jalsa Salana Germany [R]
23:05	Real Talk

Wednesday 14th December 2011

00:10	MTA World News
00:25	Tilawat
00:40	Dars-e-Malfoozat
01:00	Yassarnal Qur'an
01:30	Liqa Ma'al Arab: rec. on 14th June 1995.
02:30	Learning Arabic
03:30	MTA Variety
03:55	Question and Answer Session: rec. 6th July 1984.
04:55	Jalsa Salana Germany: an address delivered by Huzoor from the ladies' Jalsa Gah on 24th August 2008.
06:00	Tilawat & Dua-e-Mustaja'ab
06:45	Yassarnal Qur'an
07:10	Hadhrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham
07:45	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
09:00	Question and Answer Session: recorded on 16th February 1997. Part 2.
09:45	Indonesian Service
11:05	Swahili Service
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:55	Zinda Log
13:30	Friday Sermon: rec. on 10th March 2006.
14:50	Bengali Service
16:00	Dua-e-Mustaja'ab [R]
16:30	MTA Sports
16:55	Fiq'ahi Masa'il
17:30	Dua-e-Mustaja'ab [R]
18:00	MTA World News
18:20	Huzoor's Jalsa Salana Address
19:25	MTA Sports [R]
19:45	Dua-e-Mustaja'ab [R]
20:10	Real Talk
21:15	Fiq'ahi Masa'il [R]
21:50	Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
23:00	Friday Sermon [R]

Thursday 15th December 2011

00:15	MTA World News
00:35	Tilawat
00:50	Dars-e-Hadith
01:00	Liqa Ma'al Arab: rec. on 15th June 1995.
02:00	Fiq'ahi Masa'il
02:35	Hadhrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham
03:15	Dua-e-Mustaja'ab
03:55	Friday Sermon: rec. on 10th March 2006.
05:05	Huzoor's Jalsa Salana Address
06:00	Tilawat
06:20	Beacon of Truth
07:15	Yassarnal Qur'an
07:40	Journey of Khilafat
08:05	Faith Matters
09:15	Seerat-un-Nabi (saw)
10:00	Indonesian Service
11:00	Pushto Service
12:00	Tilawat
12:20	Zinda Log
13:00	Bengali Service: Bengali translation of Friday sermon delivered on 9th December 2011.
14:05	Tarjamatul Qur'an class: rec. 27th September 1995.
15:25	Seerat-un-Nabi (saw) [R]
16:15	Journey of Khilafat [R]
16:40	Yassarnal Qur'an [R]
17:00	Faith Matters
18:05	MTA World News
18:20	Khuddam UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor on 5th October 2008.
19:25	Seerat-un-Nabi (saw) [R]
20:10	Faith Matters
21:15	Beacon of Truth [R]
22:10	Tarjamatul Qur'an class [R]
23:35	Journey of Khilafat [R]

***Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).**

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 18 | Friday 02 December , 2011 | Issue No. 48

وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ (سورۃ الانفطار آیت 5) کی

قرآنی پیشگوئی کا ظہور

پاکستان میں احمدیوں کو تدفین کے مسائل اور مقبوضہ قبرستان

(طارق حیات ۔ مربی سلسلہ)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی سورۃ الانفطار میں آخری زمانہ کی خبریں دیتا ہوا فرماتا ہے۔

وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ (سورۃ الانفطار:5)

تفسیر صغیر میں اس کا ترجمہ ''اور جب قبریں اکھیڑ کر اِدھر اُدھر بکھیر دی جائیں گی'' اور تشریحی نوٹ ''یعنی پرانے فراعنہ کی قبریں کھود کر ان کی ممیاں فرانس روس اور انگلستان پہنچا دی جائیں گی۔'' درج ہے۔

جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اس کا ترجمہ ''اور جب قبریں اکھاڑی جائیں گی'' کرتے ہیں۔

بائبل میں ہمیں صرف ایک قبر کی منتقلی کا پتہ ملتا ہے اور وہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی ہڈیاں فرعون کی اجازت سے حضرت یوسف علیہ السلام ایک قافلہ کی صورت میں ملک مصر سے کنعان بغرض تدفین لے کر روانہ ہوئے۔

(تفصیل کیلئے دیکھو: پرانا عہدنامہ پیدائش کی کتاب۔باب۔50)

مگر موجودہ زمانہ میں پرانی قبروں کو اکھاڑ کر نئی جگہ منتقل کرنا اس کثرت سے رونما ہو رہا ہے کہ یہ ایک غیر معمولی امر ہے۔ مثلاً اہرامات مصر سے دریافت ہونے والی حنوط شدہ لاشیں یعنی ممیاں (حتیٰ کہ مقامی عقائد کے مطابق ساتھ ''زبردستی'' دفن ہونے والی دیگر مخلوقات یعنی بلّیاں بھی) ہزاروں میل دور یورپ میں بغرض تحقیق اور نمائش منتقل ہو رہی ہیں۔ یاد رہے اُنیسویں صدی میں وکٹورین عہد میں یورپ کے نوابوں نے مصری قبروں (اہرامات) میں مدفون ممیاں خرید کر اپنے گھروں میں نمائشیں منعقد کرنا اپنی بڑائی اور دولت کے اظہار کا ذریعہ بنا لیا تھا۔

اس آیت کریمہ کی صداقت پر ایک اور مثال اس رنگ میں بھی موجود ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے شہروں کی بے ہنگم آبادی کے نتیجہ میں بے سلیقہ اور گنجائش سے زیادہ میتوں والے قبرستان سے پرانی ہڈیاں نکال کر کسی اور جگہ محفوظ کی جاتی ہیں۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: ماہنامہ نیشنل جیوگرافک بابت ماہ فروری 2011ء، مضمون: Under Paris)

پھر ماہ جون 1838 میں اسد آباد، کنڑ، افغانستان میں پیدا ہونے والے جمال الدین افغانی، جو ساری زندگی امت مسلمہ کے اتحاد کے لئے کوشاں رہے، یکم ستمبر 1897ء کو 59 سال کی عمر میں سلطنت عثمانیہ کے شہر اسطنبول (موجودہ ترکی) میں وفات پا گئے تو وہیں دفن ہوئے، مگر 1944 میں آپ کی قبر سے باقیات کو افغانستان لایا گیا اور آپ کو کابل یونیورسٹی کے اندر دفن کی جگہ ملی۔ (تفصیل کے لئے دیکھیں: تاریخ انقلابات عالم از ابوسعید بزمی ایم اے۔ جلد اول صفحہ:308)

پھر اسی طرز کا ایک اور واقعہ یوں ہے کہ پاکستانی پائلٹ راشد منہاس کے ساتھ بطور انسٹرکٹر جہاز میں سوار بنگالی ''فلائیٹ لیفٹیننٹ مطیع الرحمٰن'' کو 20 اگست 1971ء کوٹھہ پاکستان میں ہونے والے ''حادثہ'' میں ہلاکت کے بعد مسرور ایئر بیس میں دفن کیا گیا تھا۔ مگر تیس سال کے مذاکرات کے بعد مورخہ 24 جون 2006ء کو مطیع الرحمٰن کی قبر میں موجود باقیات کو ڈھاکہ بغرض تدفین بھجوایا گیا۔

اسی طرح بھارت میں مدفون نوبل انعام یافتہ مدر ٹریسا (Mother Teresa) کے آبائی ملک کی طرف سے ان کی باقیات کا مطالبہ بھی اسی سلسلہ کی ایک مثال ہے۔

جماعت احمدیہ میں امانتاً دفن ہونے والے موصی شہداء کی ایک خاص عرصہ کے بعد بہشتی مقبرہ میں تدفین بھی مندرجہ بالا آیت کریمہ میں کی گئی پیشگوئی کی ایک عملی شکل ہے۔

لیکن اس عظیم الشان قرآنی پیشگوئی کا ایک اظہار جماعت احمدیہ سے بالکل خاص ہے۔ اور وہ ہے پاکستانی حکومت کا، مذہبی دیوانوں کے دباؤ میں آ کر، معصوم احمدیوں کو بعد از مرگ بھی تدفین کے فطری حقوق کی فراہمی میں مجرمانہ ناکامی!!

ذیل میں پاکستان میں احمدیوں کی Persecution کی سالانہ رپورٹ برائے سال 2010ء سے اس بابت صرف ایک سال کے اندر سامنے آنے والے واقعات کا قدرے اختصار کے ساتھ ترجمہ پیش ہے:۔

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے فوت شدہ احمدیوں کو مسلمانوں کے قبرستانوں میں ہی دفن کیا جاتا رہا، حتیٰ کہ 1984ء کے ''عجوبہ روزگار'' آرڈیننس XX میں بھی احمدیوں کے علیحدہ قبرستانوں کی کوئی شق نہ تھی۔ مگر جب مولویوں نے ہر ایک میدان میں احمدیوں کی زندگیاں اجیرن بنانے میں سرکاری سرپرستی میں کامیابیاں اکٹھی کرنی شروع کیں تو کسی بیمار ذہن میں یہ خیال آیا کہ مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہنے والوں کی آزمائش بعد از مرگ بھی جاری رہنی چاہئے اور پھر ناعاقبت اندیش گروہ نے اس میدان میں بھی ''فتوحات'' جمع کرنی شروع کر دیں۔

آج پاکستان میں ہو یہ رہا ہے کہ ایک طرف مولوی کے جھوٹ و نفرت سے مزین آتشی خطاب ہوتے ہیں اور دوسری طرف عدم برداشت والی طبیعت رکھنے والے غیر تعلیم یافتہ سامعین، اور احمدیوں کے لئے مشکلات کا ایک سیلاب آ جاتا ہے۔ مولوی لوگوں کے ذہنوں میں ڈالتا ہے کہ احمدی چونکہ کافر اور نجس ہیں، اگر ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا گیا تو وہ اس کو ناپاک کر دیں گے نیز یہ فعل قبرستان کی بے حرمتی کا سبب ہوگا۔ احمدیوں کو دفن کرنے سے مردے اتنی تکلیف اور اذیت محسوس کرتے ہیں کہ گویا کہ وہ جہنم کی آگ میں جل رہے ہیں۔ مولوی سامعین کو اکساتا ہے کہ کوئی بھی جائز و ناجائز پُرتشدد طریقہ اپناؤ اور احمدی مدفون کو قبرستان سے نکال باہر کرو۔

ایسی صورت حال میں سرکاری حکام نہ چاہتے ہوئے بھی مولویوں کے دباؤ میں آ کر احمدیوں کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ اپنے مدفونوں کو قبرستان سے نکالنے کا تکلیف دہ اور انتہائی فرسان روح کام کریں۔ اور کبھی کبھی تدفین سے قبل ہی مولویوں کی ان شرارتوں کو وجہ سے احمدیوں کو دوہری اذیت سے گزرنا پڑتا ہے یعنی اول اپنے قریبی عزیز کی جدائی اور دوم اس کی تدفین کے لئے نئی جگہ کی تلاش!

پاکستان کے حالات اور مولوی کے عزائم دیکھتے ہوئے 1984 کے بعد سے احمدیوں نے کئی شہروں اور قصبوں میں اپنے الگ قبرستان بنانے شروع کر دیئے مگر فسادی مولوی اور اس کے حواری ان احمدیہ قبرستانوں کی بے حرمتی کر کے احمدیوں کے جذبات سے کھیلنے سے باز نہیں آ رہے ہیں۔

پولیس کے حکم پر قبرکشائی

چک نمبر 19، ضلع سرگودھا، 31 اکتوبر 2010: بیالیس سالہ مکرم شہزاد وڑائچ صاحب کی وفات مورخہ 29 اکتوبر کو طبعی طور پر ہوئی تو آپ کے ورثاء نے چک 19 کے مقامی قبرستان میں، جہاں آپ کے آباء واجداد بھی مدفون تھے، سپرد خاک کر دیا۔ اس مشترکہ قبرستان میں کسی بھی احمدی کی تدفین پر مقامی لوگ چنداں مخالف نہ تھے۔

31 اکتوبر کو پولیس حکام اس گاؤں آئے اور احمدی گھرانے کو حکم دیا کہ اپنے مدفون کو اس قبرستان سے نکال لیں۔ جب عرض کی گئی کہ گاؤں والوں کو اس تدفین پر کوئی بھی اعتراض نہ ہے تو پھر پولیس کیوں ''پھرتی'' دکھا رہی ہے؟ مگر جواب ملا کہ گاؤں والوں کو نہیں تو سرگودھا شہر کے مولویوں کو اس تدفین سے ''تکلیف'' پہنچ رہی ہے، لہٰذا امن وامان کے قیام کو یقینی بنانے کے لئے اس مدفون کی قبرکشائی لازمی ہو چکی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ!!!

یقیناً یہ احکامات مدفون کے گھرانے کے لئے ''سرکاری تعزیت نامہ'' ثابت ہوئے۔ مگر پولیس کے ان نہایت ظالمانہ احکامات کی تعمیل کے سوا چارہ نہ تھا، اس لئے مرحوم احمدی کی قبر اکھیڑی گئی اور میت کو چند میل دور چک نمبر 46 کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔

معزز قارئین! پاکستان کے زندہ جلنے والے صدر جنرل ضیاء الحق کے 1984 میں جاری کردہ بدنام زمانہ آرڈیننس XX کے بعد سے اب تک مدفون احمدیوں کی قبرکشائی کے درجنوں تکلیف دہ واقعات سامنے آ چکے ہیں۔ کیا قرآنی پیش گوئیوں کو پورا ہوتا دیکھ کر بھی امام مہدی اور مسیح موعود علیہ السلام کے ظہور کا انتظار باقی ہے؟؟؟

اب ہو یوں رہا ہے کہ ایک طرف تو انتہا پسندوں کی طرف سے دہشت گردی کی متعدد وارداتیں حکام شہر کے لئے دردسر بنی ہوئی ہیں اور دوسری طرف اس جانی و مالی نقصان کے باوجود سرگودہا شہر کی پولیس شدت پسند فسادی مولویوں کے زہریلے عزائم کے سامنے برضا و رغبت سر تسلیم خم کر رہی ہے۔

احمدیہ قبرستان میں بھی احمدی کی تدفین ممنوع!!

پیرمحل، ٹوبہ ٹیک سنگھ، 13 اپریل 2010: مکرم احسان الرحمٰن صاحب ابن مکرم حبیب الرحمٰن صاحب کی مورخہ 13 اپریل کو پیرمحل میں وفات ہوئی۔ احمدیہ قبرستان میں مرحوم کی تدفین کے لئے قبر کھودی جا رہی تھی کہ مخالفین احمدیت نے زبردستی کام رکوا دیا۔ پھر جب موقع پر پولیس پہنچی تو اس نے احمدیوں کی مدد کرنے کی بجائے، بے تحاشہ دباؤ کے زیر اثر احمدیہ قبرستان میں تدفین کرنے سے روک دیا۔ تب مجبوراً مرحوم کی میت ربوہ لائی گئی اور اگلے دن تدفین عمل میں آئی۔

کمالیہ کی تحصیل میونسپل انتظامیہ نے 1988ء میں یہ پلاٹ بطور احمدیہ قبرستان الاٹ کیا تھا تب سے احمدی اپنے فوت شدگان کو یہاں دفن کر رہے ہیں۔ قبرستان کی حفاظت کی غرض سے مقامی احمدیہ جماعت نے اس پلاٹ کی چاردیواری کرنے کا فیصلہ کیا مگر ایک ہمسایہ افتخار علی دیوار کی تعمیر میں مانع ہوا۔ دراصل یہ شخص ''مدنی اسٹیٹ ایجنسی'' کے نام سے پراپرٹی کا دھندہ کرتا ہے، ایک ''قبضہ گروپ'' چلا رہا ہے، اور پیرمحل صدر تھانہ میں اس کے خلاف متفرق جرائم کی بناء پر 11 مقدمات درج ہیں۔

سال 2009ء میں ماہ جون کی 7 تاریخ کو اسی افتخار علی نے تقریباً ساٹھ مسلح غنڈوں کے ساتھ حملہ کر کے قبرستان کی نو تعمیر شدہ حد بندی دیوار گرائی اور پلاٹ میں موجود ایک ٹریکٹر ٹرالی اور جنریٹر کو بھی نذر آتش کیا، ہوائی فائرنگ کی اور موقع پر حاضر احمدیوں پر سنگ زنی کی۔ جس دیوار کو گرایا گیا وہ اندازاً 400 فٹ لمبی تھی اس لحاظ سے نقصان کا تخمینہ 10,00,000 (دس لاکھ) روپے بنا۔ وجہ صرف اتنی سی تھی کہ افتخار علی احمدیہ قبرستان کے بیچ سے اپنے ذاتی مقاصد اور فوائد کے لئے پندرہ فٹ کا راستہ چاہتا تھا مگر احمدی بوجوہ ایسا کرنے سے قاصر تھے تب اس مجرم نے تمام معاملہ کو مذہبی رنگ دینا شروع کیا، جی ہاں وہی حکمت عملی جو پاکستان میں سب سے زیادہ پُر اثر اور نتیجہ خیز ہے اور اس بابت افتخار علی کو مقامی مُلّاں اور زرد صحافت کی کمائی کھانے والوں کی عام مدد بھی میسر آ گئی۔ جنہوں نے جھوٹے الزامات اور متعصّبانہ بیانات سے احمدیت مخالف ماحول تیار کر لیا۔

اب یہاں پیرمحل میں ایک احمدی کو احمدیہ قبرستان میں دفن کرنے کی اجازت نہ مل سکی، پولیس متاثرہ خاندان کی مدد سے قاصر رہی، مگر ایسا اس وجہ سے ہوا کہ پاکستان میں کراچی سے پشاور تک جو کوئی بھی، کسی بھی احمدی کے بنیادی حقوق غصب کرنا چاہتا ہے اس کو ''مذہبی مدد'' میسر آ جاتی ہے۔ اور حکام بجائے احمدیوں کو جائز قانونی حق کے حصول میں مدد کرنے کے، ''امن وامان'' کے قیام کا بہانہ بنا کر حق تلفی میں مددگار بن جاتے ہیں۔ اور اس بابت انہیں برسر اقتدار حکومت کی مکمل پشت پناہی حاصل ہوتی ہے۔

جماعت احمدیہ کے مرکزی دفتر سے حکام بالا کو خطوط لکھ کر صورت حال سے آگاہ کیا گیا نیز اس بابت فوری توجہ کرنے کا کہا گیا مگر جائے افسوس کہ کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ بلکہ تحصیل انتظامیہ نے نہایت بے شرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے احمدیوں کے نام پلاٹ کا الاٹمنٹ لیٹر ہی منسوخ کر دیا۔ کون کہتا ہے کہ پاکستان میں احمدیوں کو انصاف نہیں ملتا!!!!!

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں